دعوة المجمعة
Dawa Almjmaah

المملكة العربية السعودية
المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد
وتوعية الجاليات بالمجمعة
تحت إشراف وزارة الشؤون الإسلامية
والأوقاف والدعوة والإرشاد

السيرة النبوية
باللغة الأردية

مختصر سیرۃ الرسول ﷺ

جمع وترتیب
محمد طیب محمد خطاب بھواروی



50

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بالمجمعة
هاتف: 0164323949 فاكس: 0164311996 جوال: 0504323949
dawalmajmah   الإيميل: dawa_almajmaah@yahoo.com

مختصر

سیرۃ الرّسول صلی اللہ علیہ وسلم

جمع وترتیب

ابو عدنان محمد طیب بھواروی

ح المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد في المجمعة، ١٤٢٦هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات في محافظة المجمعة

مختصر سيرة الرسول ﷺ . مكتب الدعوة بالمجمعة ـــ المجمعة ١٤٢٦هـ .

٠٠٠ ص ٧٥ ؛ ١٧سم

ردمك ٣-٦-٩٦٠٤-٩٩٦٠

(النص باللغة الأردية)

١- السيرة النبوية أ- العنوان

ديوي ٢٣٩ ١٤٢٦/٥٤٣٣

رقم الإيداع : ١٤٢٦/٥٤٣٣

ردمك : ٣-٦-٩٦٠٤-٩٩٦٠

الطبعة الأولى

١٤٢٧هـ

إعداد وصف

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات في المجمعة

المجمعة ١١٩٥٢، ص.ب: ١٠٢، ت/٤٣٢٣٩٤٩ ٠٦، ف/٤٣١١٩٩٦ ٠٦

عرض مکتب

قارئین کرام!

ذیل کے سطور میں ہم آپ کو اپنے مکتب کی اردو مطبوعات جاننے اور پڑھنے کی دعوت دیتے ہیں، ہماری اردو مطبوعات کی تفصیلات یوں ہیں:

(۱) زادراہ (۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ حج اور حج وعمرہ کے اہم مسائل (۳) فتاوی مکیہ (۴) شمائل محمدی (۵) فضائل اعمال (۶) منکرات اعمال (۷) قرآنی معلومات (۸) جن وشیاطین سے گھر کی حفاظت (۹) مختصر سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم (۱۰) حسن خاتمہ اور سوء خاتمہ کے علامات واسباب۔

آپ اپنی درخواست ارسال کریں، ہم حسب امکان آپ کی مطلوبہ اشیاء آپ تک پہنچائیں گے، کتاب کے مطالعہ کے دوران اگر آپ کو کوئی علمی، طباعتی یا کسی قسم کی کوئی غلطی نظر آئے یا کتاب سے متعلق کوئی تجویز آپ کے ذہن میں ہو تو براہ کرم آپ پہلی فرصت میں ہم کو مطلع فرمائیں، ہم کسی تسامح کی نشاندہی اور کسی اچھی تجویز کی پیشی پر آپ کے حد درجہ مشکور وممنوں ہوں گے۔

ہمارا پتہ ہے:

مکتب الدعوۃ والارشاد وتوعیۃ الجالیات۔ المجمعہ پوسٹ بکس نمبر ۱۰۲

فہرست موضوعات

مقدمۃ الکتاب

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على خاتم الأنبياء والمرسلين، نبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين، أما بعد:

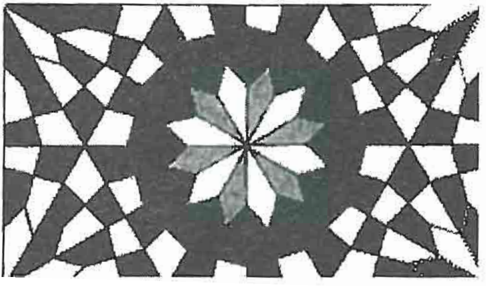
معزز ناظرین ! سیرت نبوی کا مطالعہ ہر اس مسلمان کے لئے ضروری ہے جو اسلام کو اپنا منہج حیات، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے لئے اسوہ، امام، مرشد، اور ہادی سمجھتا ہے۔

سیرت نبوی کے مطالعہ ہی سے مسلمان عبادات، معاملات، اخلاق و آداب سے متعلق نبوی معمولات کو جان سکتا ہے، اسی طرح امن وجنگ کی حالت میں لوگوں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعامل وبرتاؤ سے متعلق نبوی اسالیب کو بھی پہچان سکتا ہے، سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطالعہ ہی سے ہم اپنے معاشرے کی کمزوری، اور کوتاہی کے اسباب وجوہات کو تلاش کر سکتے اور ان کا علاج کتاب وسنت کی روشنی میں کر سکتے ہیں اور ذلت وپستی کی راہ سے نکل کر عزت وسطوت کی راہ پر گامزن ہو سکتے ہیں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے کیا۔

سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق مطول اور مختصر بہت سی کتابیں ہیں،

لیکن یہ کتابچہ چند مختصر نکات پر منحصر ہے جس کے ذریعہ ہم نے ہر مسلمان کو سیرتِ مطہرہ کا خلاصہ، اہم واقعات واحداث اور ان کی تاریخوں سے روشناش کرانے کی کوشش کی ہیں، اس میں کوئی شک نہیں اسکے ذریعہ سیرت مبارکہ کے وسیع اور عمیق تحقیقات کا میدان کھل سکتا ہے، اللہ تعالی سے ہماری دعا ہے کہ وہ ہمارے اس عمل کو خالص اپنی رضا کے لئے بنائے۔ (آمین یارب العالمین)

ابو عدنان محمد طیب بھواروی



آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ

آپ کا [نسب] ابو القاسم محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان ہے، یہاں تک آپ کے نسب میں سب کا اتفاق ہے البتہ عدنان کے بعد اختلاف ہے اور اس میں بھی سب کا اتفاق ہے کہ عدنان اسماعیل کی اولاد سے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد

آپ کے والد کا نام عبد اللہ ہے آپ عبد المطلب کے بیٹے ہیں، عبد اللہ اپنے بھائیوں میں سب سے زیادہ حسین اور سب سے زیادہ عفیف تھے، عبد اللہ ذبیح کہلاتے ہیں واقعہ یوں ہیں کہ عبد المطلب نے یہ نذر مانی کہ اگر اللہ نے انہیں دس لڑکے عطا فرمائے تو ان میں سے ایک لڑکا کعبہ کے پاس ذبح کر دیں گے تو جب دس لڑکے پورے ہو گئے تو انہوں نے قرعہ اندازی کی، قرعہ عبد اللہ کے نام نکلا تو قریش اٹھ کر عبد المطلب کے پاس پہنچے تا کہ ان کو عبد اللہ کے ذبح کرنے سے روکیں، تو عبد المطلب نے کہا کہ میں اپنی نذر کا کیا کروں؟ تو انہوں نے مشورہ دیا کہ وہ ان کی جگہ دس اونٹوں کو ذبح کریں پھر انہوں نے عبد اللہ اور دس اونٹوں

کے درمیان قرعہ ڈالا، جس پر قرعہ عبد اللہ کے نام نکلا، جس سے عبد المطلب بہت مغموم ہوئے پھر برابر دس دس اونٹ بڑھاتے گئے اور قرعہ عبد اللہ کے نام نکلتا رہا یہاں تک کہ سو اونٹ پہنچ گئے تو قرعہ اونٹ کے نام نکلا، چنانچہ سو اونٹ ذبح کر دیئے گئے، اس طرح سے قریش اور عربوں میں سو اونٹ دیت مقرر ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسلام میں اس کو بحال رکھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ

آپ کی والدہ کا نام آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ ہے، قریش استہزاء کے طور آپ کو ابن ابی کبشہ کی طرف منسوب کرتے تھے کیوں کہ آپ کی ننھیال میں ایک صاحب ابو کبشہ نامی گذرے ہیں، ابو کبشہ قبیلہ خزاعہ کا ایک شخص تھا جس نے بت پرستی، ستارہ پرستی کے سلسلہ میں قریش کی مخالفت کی تھی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کی مخالفت کی تو انہوں نے آپ کو ان کے ساتھ تشبیہ دی اور آپ کو ابن ابی کبشہ کہنے لگے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا

آپ کے کل گیارہ چچا ہیں (۱) ابو طالب (۲) زبیر [جن کی کنیت ابو طاہر تھی] یہ دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبد اللہ کے سگے بھائی تھے (۳)

ابوالفضل عباس (۴) حمزہ [یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی بھی تھے] (۵) حارث (۶) حجل (۷) ضرار [یہ عباس کے سگے بھائی تھے] (۸) عبد العزی [اس کی کنیت ابولہب تھی اور حجل کے سگے بھائی تھے] (۹) قثم [یہ بچپن ہی میں مر گئے اور یہ حارث کے اخیافی بھائی تھے] (۱۰) عبد شمس (۱۱) عبد الکعبہ۔ ان تمام چچاؤں میں سے صرف حضرت عباس اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہما اسلام لائے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیاں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھ پھوپھیاں تھیں جن میں سے پانچ آپ کے والد کی سگی بہنیں تھیں، جن کے اسماء یوں ہیں (۱) ام حکیم جن کو بیضاء بھی کہا جاتا ہے (۲) عاتکہ [یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ام سلمہ کی والدہ تھیں] (۳) امیمہ [یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ زینبؓ بنت جحش کی والدہ تھیں] (۴) اروی (۵) برہ (۶) صفیہ [یہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی سگی بہن تھی] ان تمام پھوپھیوں میں سے صرف حضرت صفیہ اسلام لائیں اور کہا جاتا ہے کہ عاتکہ اور اروی بھی اسلام لائی تھیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کی پاکیزگی

اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کو زنا کے شائبہ تک سے محفوظ رکھا تھا آپ نکاح صحیح کے ذریعہ پیدا ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خود فرمان ہے کہ "اللہ تعالی نے ابراہیم کی اولاد میں سے اسماعیل کو، اسماعیل کی اولاد میں سے کنانہ کو، کنانہ سے قریش کو، قریش سے بنی ہاشم کو، اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو منتخب کیا" (صحیح مسلم)

جب ہرقل نے ابوسفیان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب پوچھا تو ابوسفیان نے ان الفاظ میں جواب دیا کہ وہ ہم میں سب سے اونچے نسب والا ہے تو ہرقل نے کہا دستور یہی ہے کہ پیغمبر اپنی قوم کے اونچے نسب میں بھیجے جاتے ہیں" (صحیح بخاری)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم، ولادت سے بعثت تک

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بطحاء مکہ میں ماہ ربیع الاول عام الفیل پیر کے دن پیدا ہوئے، بعض نے آپ کی تاریخ پیدائش ۲/ ربیع الاول، بعض نے ۸/ ربیع الاول، بعض نے ۱۰/ ربیع الاول اور بعض نے ۱۲/ ربیع الاول تحریر کی ہیں۔

اہل سیر کا بیان ہے کہ جب آمنہ حاملہ ہوئیں تو انہوں نے کہا میں نے آپ کا کوئی

بوجھ محسوس نہیں کیا اور جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کے ساتھ ایک نور نکلا جس نے مشرق و مغرب کو روشن کر دیا"

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں اللہ کے نزدیک لوح محفوظ میں خاتم النبیین تھا، جب کہ آدم ابھی تک گندھی ہوئی مٹی کی صورت میں پڑے تھے اور میں اس کی تاویل تم کو بتاتا ہوں میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا، اپنی قوم کے لئے عیسیٰ کی بشارت اور اپنی ماں کا خواب ہوں انہوں نے خواب میں دیکھا تھا کہ ان سے ایک نور نکلا ہے جس سے شام کے محلات چمک اٹھے ہیں" (مسند احمد، علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کا انتقال

آپ صلی اللہ علیہ وسلم شکم مادر ہی میں تھے کہ آپ کے والد کا انتقال ہو گیا، کہا جاتا ہے کہ آپ کی پیدائش کے چند ماہ بعد انتقال ہوا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ کی پیدائش کے ایک سال بعد انتقال ہوا، مگر پہلی ہی بات زیادہ مشہور ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت

ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے چند روز تک آپ کو دودھ پلایا، پھر قبیلہ بنی سعد میں

آپ کو رضاعت کے لئے بھیجا گیا تو حلیمہ سعدیہ نے آپ کو دودھ پلایا، آپ حلیمہ کے پاس قبیلہ بنی سعد میں چار برس تک رہے، وہیں آپ کے پاس دو فرشتے آئے اور انہوں نے آپ کا سینہ مبارک چاک کیا، اور اس سے خواہش نفس اور شیطان کا حصہ نکالا، اس واقعہ کے بعد حلیمہ کو خطرہ محسوس ہوا اور انہوں نے آپ کو آپ کی ماں کے حوالہ کر دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کی وفات

پھر آپ کی والدہ جب مکہ واپس آ رہی تھیں تو مکہ اور مدینہ کے درمیان مقام ابواء میں پہنچ کر رحلت فرما گئیں، اس وقت آپ چھ برس کے تھے، فتح مکہ والے سال جب مکہ جاتے ہوئے آپ کا گذر مقام ابواء سے ہوا تو آپ نے اپنے رب سے اپنی والدہ کے قبر کی زیارت کی اجازت چاہی، آپ کو اس کی اجازت مل گئی، آپ خود بھی روئے اور اپنے ارد گرد والے کو بھی رلایا اور فرمایا: قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ تمہیں موت کی یاد دلاتی ہے" (صحیح مسلم)

جب آپ کی والدہ وفات فرما گئیں تو ام ایمن نے آپ کی پرورش کی، یہ آپ کی لونڈی تھی جو آپ کو باپ کی طرف سے وراثت میں ملی تھی، آپ کے دادا عبد المطلب نے آپ کی کفالت کی، جب آپ آٹھ سال کے ہوئے تو آپ کے دادا

انتقال فرما گئے ،اور آپ کے چچا ابو طالب کو آپ کی کفالت کی وصیت کی، انہوں نے آپ کی کفالت کی، پھر جب اللہ نے آپ کو نبی بنایا تو آپ کی مکمل نگرانی، بھر پور مدد کی اور ساتھ دیا، جب کہ ابو طالب مرتے دم تک شرک پر قائم رہے اسی وجہ سے اللہ تعالی نے ان کے عذاب کو ہلکا کر دیا چنانچہ صحیح حدیث میں ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب ابو طالب کو دیا جائے گا [جسکی کیفیت یہ ہو گی] کہ اسے جہنم کی آگ کے دو جوتے پہنا دیئے جائیں گے جس کی وجہ سے ان کا دماغ کھول رہا ہو گا" (صحیح مسلم)

بارہ سال کی عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا کے ساتھ شام کی طرف تجارت کے لئے نکلے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ اخلاقی اور امانتداری

اللہ تعالی نے بچپن ہی سے اپنے نبی کی حفاظت و نگرانی کی، جاہلیت کی گندگی اور ہر عیب سے آپ کو پاک وصاف رکھا، اور اخلاق حسنہ سے سرفراز کیا آپ نے کبھی بت پرستی نہ کی، نہ ہی برائی کا ارتکاب کیا اور نہ ہی کبھی آپ نے کسی گانے والی کا گانا سنا، اسی وجہ سے آپ اپنی قوم میں امین سمجھے جاتے تھے کیوں کہ انہوں نے آپ کی صفائی، راست گوئی، وفاداری اور امانت داری کا مشاہدہ کیا تھا، حتی کہ آپ کی

عمر کے پینتیسوے سال جب قریش نے خانہ کعبہ کی عمارت کی تجدید کرنی چاہی اور حجر اسود تک پہنچے تو ان کا آپس میں اس بارے میں اختلاف ہوا کہ حجر اسود کو اس کے مقام میں کون رکھے چنانچہ ہر قبیلے نے کہا کہ حجر اسود کو اس کے مقام پر ہم رکھیں گے قریب تھا کہ وہ لڑ پڑتے، بالاخر وہ اس بات پر متفق ہو گئے کہ [آئندہ کل] جو سب سے پہلے بیت اللہ میں داخل ہو وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے، چنانچہ سب سے پہلے داخل ہونے والے آپ ہی صلی اللہ علیہ وسلم تھے، لوگوں نے آپ کو دیکھا تو کہنے لگے یہ امین ہیں سب راضی ہو گئے، پھر آپ نے ایک چادر لانے کا حکم دیا اور حجر اسود کو بیچ میں رکھا اور ہر قبیلے کو چادر کا کنارہ پکڑ کر اٹھانے کا حکم دیا پھر آپ نے اپنے دست مبارک سے حجر اسود کو اس کی مقررہ جگہ پر رکھدیا" (امام احمد اور امام حاکم نے اس کو روایت کیا اور صحیح کہا ہے)

جنگ فجار

جنگ فجار میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم شریک رہے اس وقت آپ کی عمر بیس سال تھی یہ جنگ قریش اور قیس عیلان کے درمیان ہوئی تھی اسے جنگ فجار اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں حرم اور حرام دونوں کی حرمت چاک کی گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی

خدیجہ بنت خویلد نے آپ سے شادی کی، اسوقت آپ کی عمر پچیس برس اور حضرت خدیجہؓ کی عمر چالیس سال تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہؓ کے غلام میسرہ کے ہمراہ [ملک] شام تجارت کے لئے نکلے تھے میسرہ نے [دوران سفر] عجیب وغریب منظر کو دیکھا تو اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی اور یہ بھی کہ آپ صداقت امانت اور حسن اخلاق کے پیکر ہیں تو واپسی پر انہوں نے سیدہ حضرت خدیجہؓ کو وہ ساری باتیں بتلائیں جو انہوں نے مشاہدہ کیا تھا، تو خدیجہ نے آپ سے شادی کی خواہش ظاہر کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی سیرت طیبہ اور اخلاق حسنہ سے متصف رہے یہاں تک اللہ نے آپ کو نبوت ورسالت کی دولت سے سرفراز فرمایا اور آپ اللہ کے رسول و نبی ہو گئے۔

سن ۱ ر نبوی سے سن ۱۰ ر نبوی تک کے حالات

بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال کے ہوئے تو اللہ نے آپ کو رسالت کی ذمہ داری دی، چنانچہ ماہ رمضان کی سترہویں تاریخ سوموار کے دن جبریل علیہ السلام غار حراء میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ صلی اللہ

علیہ وسلم پر جب وحی اترتی تو آپ پر بہت زیادہ سخت ہوتی تھی آپ کے چہرے کا رنگ بدل جاتا، اور آپ کی پیشانی مبارک پسینہ سے تر بتر ہو جاتی۔

چنانچہ جب آپ کے پاس فرشتہ آیا اور آپ سے کہا پڑھو، آپ نے جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، یہ سن کر اس نے آپ کو پکڑ کر زور سے دبایا یہاں تک کہ آپ نے انتہائی تکلیف محسوس کی، پھر اس نے آپ کو کہا پڑھو آپ نے تین مرتبہ جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، پھر فرشتہ نے کہا ﴿ إِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ، خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ، إِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ، الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ، عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ ﴾ "پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا' جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا، تو پڑھتا رہ، تیرا رب بڑے کرم والا ہے، جس نے قلم کے ذریعہ [علم] سکھایا، جس نے انسان کو وہ سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا" (سورۂ علق آیت نمبر ا۔۵ تک) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہؓ کے پاس کپکپاتے واپس تشریف لائے پھر خدیجہؓ سے سارا واقعہ بیان کیا، پھر خدیجہؓ نے آپ کو ڈھارس بندھاتے ہوئے کہا خوش ہو جایئے، ایسا ہر گز نہیں ہو گا اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، سچ بولتے ہیں ناداروں کے بوجھ اٹھاتے ہیں، مصائب میں مصیبت زدگان کی مدد کرتے ہیں، حضرت خدیجہؓ لوگوں میں سب سے پہلے ایمان لائیں۔

ورقہ بن نوفل سے ملاقات

پھر خدیجہؓ آپ کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں، وہ بوڑھا ہونے کی وجہ سے نابینا ہو چکے تھے زمانہ جاہلیت میں انہوں نے عیسائی مذہب قبول کر لیا تھا آپ نے ان سے غار میں پیش آنے والے واقعہ کو بیان کیا، یہ سن کر ورقہ بن نوفل نے آپ سے کہا یہ وہی فرشتہ [جبریل علیہ السلام] ہے جسے اللہ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا کاش میں اس وقت جوان ہوتا، کاش میں اس وقت زندہ ہوتا جب آپ کی قوم آپ کو شہر بدر کرے گی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میری قوم مجھے اپنے شہر سے نکال دے گی ورقہ نے جواب دیا ہاں جب بھی کوئی آدمی اس طرح کا پیغام لایا جیسا تم لائے ہو تو اس سے ضرور دشمنی کی گئی، اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو آپ کی بھرپور مدد کروں گا لیکن تھوڑے دنوں کے بعد ورقہ کا انتقال ہو گیا۔

وحی کی بندش اور دعوت و تبلیغ کا حکم

پھر وحی رک گئی چنانچہ جب تک اللہ نے چاہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں رہے کہ آپ نے کچھ نہیں دیکھا، جس سے آپ کو بڑا غم ہوا، اور وحی کی آمد کا مشتاق رہنے لگے، یہاں تک کہ آپ کبھی پہاڑ کی چوٹیوں پر جا کر اپنے آپ کو نیچا

گرا دینا چاہتے، لیکن جب بھی آپ پہاڑ کی چوٹی پر جاتے تو حضرت جبریل نمودار ہوتے اور فرماتے اے محمد آپ اللہ کے برحق رسول ہیں اس کی وجہ سے آپ کا اضطراب ختم ہو جاتا، آپ نے کئی بار ایسا کیا، پھر وہی فرشتہ آسمان وزمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا نمودار ہوا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخت خوف زدہ ہوئے، اپنے اہل خانہ کے پاس آئے اور آکر فرمایا مجھے چادر اوڑھا دو اس کے بعد اللہ تعالی نے آیت ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ﴾ نازل فرمائی، ان آیات میں اللہ نے اپنے نبی کو یہ حکم دیا کہ اپنی قوم کو ڈرائیں اور انہیں اللہ کی طرف بلائیں، چنانچہ آپ اس ذمہ داری کو نبھانے کے لئے پوری طرح مستعد ہوئے اور حکم الہی کی تعمیل میں اپنی ذمہ داری بحسن وخوبی انجام دی۔

اعلان دعوت وارشاد

تین سال تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نبوت کو چھپاتے رہے پھر قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی ﴿فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ﴾ "جو آپ کو حکم ملا ہے کھلم کھلا سنا دیجئے" [اس فرمان کے مطابق] آپ نے کھلم کھلا دعوت الی اللہ کا اعلان کیا، پھر جب قرآن مجید کی یہ آیت اتری ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ "اپنے قریبی

رشتہ داروں کو ڈرایئے" تو آپ نے صفا پہاڑی پر چڑھ کر آواز دی "یا صباحاہ" ہائے صبح کے وقت، لوگوں نے کہا کہ یہ کون آواز دے رہا ہے؟ لوگوں نے کہا محمد، پھر آپ نے فرمایا اے بنی فلاں.. اے بنی فلاں... اے بنی فلاں اے عبد مناف کی اولاد! اے عبد المطلب کی اولاد! چنانچہ سبھی لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے، پھر آپ نے فرمایا تم لوگ یہ بتاؤ اگر میں یہ خبر دوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے سے شہسواروں کی ایک جماعت تم پر حملہ کرنا چاہتی ہے تو کیا تم مجھے سچا مانو گے لوگوں نے کہا ہم نے آپ پر سچ ہی کا تجربہ کیا ہے پھر آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں ایک شدید ترین عذاب سے ڈراتا ہوں اس پر ابو لہب نے کہا تو تباہ و برباد کیا جائے کیا تو نے ہمیں اسی لئے جمع کیا تھا، یہ کہہ کر وہ چلا گیا کہ سورہ لہب نازل ہوئی ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ﴾ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے ہر شخص کو اذیت دینا شروع کیا اور کمزور مسلمانوں کو ستانے لگے، البتہ اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ کے چچا ابو طالب کے ذریعہ حفاظت وحمایت کی، ابو طالب قریشیوں میں محترم، مطاع اور نیک طینت سمجھے جاتے تھے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کوئی ناگہانی فیصلہ کرنے کی جسارت نہیں کرتے تھے کیوں کہ انہیں معلوم تھا کہ ابو طالب سے آپ کو کتنی محبت ہے۔

ہجرت حبشہ

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی اذیت بڑھ گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ وہ حبشہ ہجرت کر جائیں، چنانچہ سن ۵ر نبوی میں صحابہ کرام نے حبشہ کی جانب ہجرت کی، اور حبشہ میں دو ماہ تک رہ کر ماہ شوال میں مکہ واپس چلے آئے، پھر جب مسلمانوں پر قریش کا ظلم و ستم اور بڑھ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ صحابہ کرام کو ہجرت حبشہ کی اجازت دی، نبوت کے چھٹے سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما اسلام لائے، ان دونوں کا اسلام لانا اسلام اور مسلمانوں کے لئے بڑی کامیابی تھی۔

محصوری اور فاقہ کشی

جب قریش نے دیکھا کہ ابو طالب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد ان کی حفاظت و حمایت، اور انہیں قریش کے حوالہ نہ کرنے پر مصر ہیں تو انہوں نے بنی ہاشم کو سزا دینے کا فیصلہ کیا، جس کے لئے انہوں نے ایک صحیفہ لکھا، جس میں اس بات کا عہد و پیمان کیا گیا کہ وہ بنی ہاشم کی طرف سے کبھی کسی صلح کی پیش کش قبول نہیں کریں گے یہاں تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے لے لئے

قریش کے حوالہ کردیں، اور بنی ہاشم کو شعب ابی طالب میں محصور کردیا اور ان پر بازار کا دروازہ بند کردیا، جس کے بعد بنی ہاشم کی تکلیف و پریشانی بڑھ گئی، یہاں تک کہ بھوک سے بلکتے ہوئے بچوں اور عورتوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں، یہ محاصرہ تین سال تک جاری رہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم، آپ کے چچا ابو طالب اور بنی ہاشم نے حیرتناک ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا، پھر قریش کے بعض اشراف نے اس صحیفے کو چاک کردیا، سن ۹ر نبوی میں اس ظلم وزیادتی کے صحیفہ کے چاک ہونے کے بعد جب آپ باہر آئے اس وقت آپ کی عمر انچاس سال تھی۔

غم کا سال

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب محصوری کے خاتمے کے ۹ ماہ کے بعد سن ۱۰ نبوی میں انتقال فرماگئے، اس وقت ان کی عمر ۸۴ سال تھی ابو طالب کی وفات کے بعد اسی سال حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی رحلت فرماگئیں، اس وقت وہ ۶۵ برس کی تھیں، اس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی مدد کے بعد اپنے سب سے بڑے دو مددگاروں سے محروم ہوگئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سن ۱۰/ نبوی سے ۱۳/ نبوی تک کے حالات

مصائب و مشکلات پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر

ابو طالب کی وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مصائب و مشکلات بڑھ گئیں، اللہ کی راہ میں آنے والی مشکلات و مصائب پر آپ نے صبر واحتساب سے کام لیا، اور چھوٹے بڑے، آزاد و غلام اور مرد و عورت سب کو اللہ کی دعوت دیتے رہے، چنانچہ ہر قبیلے کے اس شخص نے آپ کی دعوت کو قبول کیا جسے اللہ تعالی نے ہدایت اور دنیا و آخرت میں کامیاب و کامراں کرنا چاہا۔

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ جب ابو طالب انتقال فرماگئے تو قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی اذیت پہنچائی کہ ابو طالب کی زندگی میں کبھی اس کی آرزو بھی نہیں کرسکتے تھے۔

صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے قریب ہی اونٹ کی اوجھری پڑی ہوئی تھی، عقبہ بن ابی معیط نے اسے لیا اور اسے آپ کی پشت پر ڈال دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بدستور سجدے میں پڑے رہے یہاں تک کہ آپ کی بیٹی فاطمہؓ آئیں اور اس گندگی کو آپ کی پشت مبارک سے اتار پھینکا، آپ نے اس وقت یہ دعا کی "اللھم علیك بالملأ من قریش" الٰہی! قریش کی

جماعت کو پکڑ لے، صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ عقبہ بن ابی معیط نے ایک دن آپ کے کندھے کو پکڑا اور آپ کی چادر آپ کی گردن میں ڈال کر نہایت سختی کے ساتھ اینٹھ کر آپ کا گلا گھونٹا، اتنے میں ابو بکرؓ آپہنچے اور اسے آپ سے دور کرتے ہوئے فرمایا: کیا تم ایک ایسے آدمی کو قتل کرنا چاہتے ہو کہ جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔

سفر طائف

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے دو محسنوں ابو طالب اور خدیجہؓ سے محروم ہوگئے اور آپ کے ساتھ [قریش] کی سختی بڑھ گئی، تو آپ طائف تشریف لے گئے اور قبائل ثقیف کو اسلام کی دعوت دی، لیکن ان سے عناد و دشمنی تمسخر اور اذیت کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا، بلکہ انہوں نے پتھروں سے مارنا شروع کیا، یہاں تک کہ آپ کی ایڑیاں خون آلود ہو گئیں، آپ نے مکہ واپسی کا ارادہ کر لیا پھر طائف میں ایک ماہ گذار کر آپ مکہ لوٹے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نہایت غمگین و پریشان حال جس طرف رخ ہوا جارہا تھا، قرن ثعالب [منازل] میں پہنچ کر مجھے افاقہ ہوا [جو اہل نجد کی میقات ہے] میں نے اپنا سر اٹھایا تو اچانک ایک ابر نے مجھ پر سایہ کر رکھا تھا، میں نے دیکھا تو اس میں

جبریل علیہ السلام تھے جبریل علیہ السلام نے مجھے آواز دی اور فرمایا، اللہ نے آپ کی قوم کی بات سن لی اور جو انہوں نے جواب دیا ہے وہ بھی سن لیا ہے، اللہ نے آپ کے پاس پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے تاکہ ان کے بارے میں اسے جو حکم چاہیں دیں، پھر پہاڑوں کے فرشتے نے مجھے آواز دی اور مجھ سے سلام کرنے کے بعد کہا اے محمد [صلی اللہ علیہ وسلم] اللہ نے آپ کی قوم کی بات سن لی ہے اور میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں مجھ کو آپ کے رب نے آپ کی طرف بھیجا ہے، اگر آپ حکم دیں تو میں اخشبین کو [مکہ کے دو پہاڑ کا نام ہے] ان پر ڈھانک دوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ ان کی پشتوں سے اللہ تعالی ایسے لوگوں کو نکالے گا جو ایک اللہ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے۔ (بخاری و مسلم)

جنوں کا قبول اسلام

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پچاس برس تین ماہ کے ہوئے تو نصیبین کے جنوں کی ایک جماعت آئی اور قرآن سن کر مسلمان ہو گئی اور اپنی قوم کے پاس پہنچ کر کہنے لگی اے ہماری قوم ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو راہ راست کی طرف رہنمائی کرتا ہے ہم اس پر ایمان لائے، پھر اللہ تعالی نے قرآن مجید کی یہ آیت

اتاری ﴿قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ﴾ "(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کہدیں کہ مجھے وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے (قرآن) سنا اور کہا کہ ہم نے عجیب قرآن سنا ہے" (سورۂ جن آیت نمبر ۱) [بخاری و مسلم]

اسراء اور معراج

بعثت نبوی کے گیارہویں سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جسم و روح سمیت حضرت جبریلؑ کی معیت میں براق پر سوار ہو کر مسجد حرام میں [زمزم اور مقام ابراہیم کے درمیان سے] بیت المقدس تک لیجایا گیا، وہاں اتر کر آپ نے انبیاء کرام علیہم السلام کی امامت فرماتے ہوئے نماز پڑھائی، پھر اسی رات آپ کو بیت المقدس سے آسمان دنیا تک لے جایا گیا پھر دوسرے آسمان پر لیجایا گیا ہے پھر تیسرے آسمان پر لے جایا گیا بالآخر ساتویں آسمان تک پہنچے، اور حضرات انبیاء علیہم السلام سے آسمانوں میں ان کی جگہوں پر ملاقات کی، پھر آپ کو سدرۃ المنتہی تک لے جایا گیا وہاں پر آپ نے جبریلؑ کو ان کی اصلی صورت میں دیکھا، اسی رات اللہ نے پانچ نمازیں فرض کیں، اس وقت آپ کی عمر اکیاون سال نو ماہ تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبائل پر اپنے آپ کو پیش کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر موسم حج میں نکلتے اور قبائل پر اپنے آپ کو پیش

کرتے، ان کو ان کے جائے قیام اور بازاروں عکاظ، مجن، اور ذی المجاز میں اسلام کی دعوت دیتے، چنانچہ ایک بار سوق ذوالمجاز کی طرف نکلے اور ان سے فرمایا ﴿یا ایھا الناس قولوا لا إله إلا الله تفلحوا﴾ "اے لوگو! لا الہ الا اللہ کہدو کامیاب ہو جاؤ گے" ایک اور روایت میں ہے کہ ہر قبیلے کے پاس رک کر فرماتے اے بنی فلاں! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں، میں تمہیں یہ حکم دیتا ہوں کہ ایک اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، میری تصدیق کرو تا آنکہ میں اللہ کا پیغام پہنچادوں جس کو دے کر مجھے بھیجا گیا ہے، جب فارغ ہوتے تو آپ کا چچا ابولہب ان سے کہتا کہ ان کی بات نہ سنو، ان کے پیچھے نہ چلو یہ تمہیں لات و عزی کی عبادت و بندگی سے نکالنا چاہتا ہے۔ (مسند احمد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ لوگوں پر اپنے آپ کو پیش کرتے ہوئے فرمایا کیا کوئی ایسا آدمی ہے جو مجھے اپنی قوم میں لے جائے کیوں کہ قریش نے مجھے اپنے رب کا کلام پہنچانے سے روک رکھا ہے (مسند احمد، سنن ابی داود)

انصار کا قبول اسلام

اوس و خزرج کے انصار یہود مدینہ سے سنا کرتے تھے کہ اس زمانے میں ایک نبی بھیجا جانے والا ہے یہ لوگ بھی سوائے یہود کے سارے عرب کی طرح خانہ کعبہ

کا حج کرتے تھے، جب ان لوگوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موسم حج میں لوگوں کو اللہ کی طرف بلا رہے ہیں، اور آپ کے احوال کا جائزہ لیا، تو آپس میں کہنے لگے اللہ کی قسم! اے قوم تمہیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ یہ وہی نبی ہے جس کی دھمکیاں یہود تمہیں دیا کرتے تھے لہذا یہود تم پر سبقت نہ لے جانے پائیں۔

پہلی بیعت عقبہ

چنانچہ عقبہ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات چھ انصاریوں سے ہوئی، سب کے سب خزرج میں سے تھے، آپ نے انہیں اسلام کی دعوت دی، وہ سب مسلمان ہو گئے، پھر جب یہ لوگ مدینہ منورہ آئے تو اسلام کی دعوت دی، نتیجہ یہ ہوا اسلام ان میں پھیل گیا حتی کہ انصار کا کوئی گھرانہ ایسا نہیں تھا جہاں اسلام نہ داخل ہوا ہو، اگلے سال انصار کے بارہ آدمی حج کے لئے آئے، دس خزرج کے اور دو قبیلہ اوس کے، ان لوگوں نے عقبہ کے پاس آپ ﷺ سے ملاقات کر کے اسلام پر بیعت کی، آپ نے ان کے ساتھ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو اسلام کی تعلیم دینے کے لئے بھیجا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دوسری بیعت عقبہ

پھر تیسرے سال انصار کے تہتر مرد اور دو عورتیں فریضہ حج کے لئے تشریف لائے، جن میں سے گیارہ آدمی قبیلہ اوس کے تھے، ان سبھوں نے آپ ﷺ سے اسلام اور جنگ کرنے پر بیعت کی، جب یہ بیعت مکمل ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھ مکہ میں رہنے والے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ ہجرت کر کے مدینہ چلے جائیں، چنانچہ مسلمان مختلف جماعتوں کی صورت میں مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے۔

ہجرت نبوی ، حکومت کی ابتداء، پہلا سال

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی سازش

جب مشرکین نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے سارے ساتھی نکل کر مدینہ چلے گئے تو انہیں خطرہ محسوس ہوا کہ رسول اللہ ﷺ بھی ان سے جا ملیں گے اور مدینہ مسلمانوں کا مرکز بن جائے گا جہاں سے وہ شرک کے اڈے مکہ کو اپنے حملوں کا نشانہ بنائیں گے یا بحر احمر کے ساحل سے ان کی جو شام کی تجارتی شاہراہ گذرتی ہے ان کے لئے خطرہ ثابت ہو سکتے ہیں اس لئے مشرکین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قتل اور اس دعوت سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چھٹکارا حاصل کرنے پر اتفاق کیا۔

اس مقصد کے لئے وہ دار الندوہ میں جمع ہوئے ان کے سرداروں ولیڈروں کے درمیان بحث کے بعد یہ بات طے ہوئی کہ ہر قبیلے سے ایک ایک بہادر نوجوان لیں اور اسے تیز تلوار دیں پھر سب کے سب محمد کا رخ کریں اور حملہ کر کے آپ کو یکبارگی قتل کردیں اس طرح وہ سب کے سب آپ کے قتل میں شریک ہوں گے ایسا کرنے سے انہیں محمد سے راحت مل جائے گی، اور آپ کا خون تمام قبائل پر بٹ جائے گا اور بنو عبد مناف سارے قبیلوں سے قتال نہ کر سکیں گے، پھر دیت قبول کرنے کے اور امر واقعہ پر راضی ہونے کے سوا کوئی اور حل نہ پائیں گے۔

ہجرت کی اجازت

اس ناپاک سازش کے بعد جبریل امین آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو قریش کی سازش اور قتل کی تجویز سے آگاہ کیا اور یہ کہ اللہ نے آپ کو مکہ سے نکلنے کی اجازت دے دی ہے، اور آپ کو حکم دیا کہ آج رات اپنے بستر پر نہ سوئیں۔

اسی دن دوپہر کے وقت آپ ﷺ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور ابو بکرؓ سے فرمایا مجھے ہجرت کی اجازت مل چکی ہے ابو بکرؓ نے کہا اے

اللہ کے رسول ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اور ساتھ ؟ [یعنی کیا مجھے بھی آپ کے ساتھ ہجرت کی اجازت ہے] آپ نے فرمایا: ہاں، اس کے بعد آپ اپنے گھر واپس تشریف لائے۔

مکان نبوی کا محاصرہ

رات کے وقت وہ سارے مجرمین جمع ہوئے جنہیں قریش نے تاریخ کے سب سے ناپاک منصوبہ کی تنفیذ کے لئے منتخب کیا تھا یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قتل وہ آپ ﷺ کے دروازہ پر جمع ہو گئے ان کے ساتھ ان کی تلواریں تھیں، آپ کی آمد ورفت کا معائنہ کرنے لگے اور اس تاک میں بیٹھ کر انتظار کرنے لگے کہ آپ سو جائیں تو آپ پر ٹوٹ پڑیں اور آپ کا کام تمام کر دیں حالانکہ یہ لوگ اس بات کو بھول گئے کہ وہ اپنے لئے نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتے اور یہ کہ وہ لوگ آپ ﷺ کو اتنا ہی نقصان پہنچا سکتے ہیں جتنا اللہ نے لکھدیا ہے، فرمان الٰہی ہے ﴿وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللهُ وَاللهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ﴾ "وہ موقع یاد کرو جب کفار تمہارے خلاف سازش کر رہے تھے تاکہ تمہیں قید کر دیں یا قتل کر دیں یا نکال باہر کریں اور وہ لوگ داؤ چل رہے تھے اور اللہ بھی داؤ چل رہا تھا اور اللہ سب سے بہتر داؤ والا ہے" (سورۃ

انفال آیت نمبر ۳۰)

اس نازک ترین لمحے میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا تم میرے بستر پر لیٹ جاؤ، میری چادر اوڑھ لو اور بے فکر رہو تمہیں کوئی گزند نہیں پہنچے گا" پھر رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے، اللہ کی حفاظت آپ کے شامل حال تھی، ایک مٹھی مٹی لی اور کافروں کی صفیں چیر کر ان کے سروں پر مٹی ڈالی اللہ نے ان کی نگاہیں بند کر دیں، اور وہ آپ کو دیکھ نہ سکے اسوقت آپ یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے ﴿وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ﴾ "ہم نے ان کے آگے اور ان کے پیچھے رکاوٹ کھڑی کر دی، پس ہم نے انہیں ڈھانک لیا ہے اور وہ دیکھ نہیں رہے ہیں" (سورۃ یٰس آیت نمبر ۹) آپ نے سب کے سروں پر مٹی ڈالتے ہوئے ابو بکر کے گھر کا رخ فرمایا۔

ایک آدمی کا ان مشرکین کے پاس سے گذر ہوا جو آپ ﷺ کے گھر کا محاصرہ کئے ہوئے تھے، اس نے ان سے پوچھا تم یہاں کس کا انتظار کر رہے ہو؟ بولے محمد [ﷺ] کا، تو اس نے انہیں بتلایا کہ محمد تو تمہارے سامنے سے نکل کر گئے ہیں اور تمہارے سر پر مٹی ڈال گئے ہیں لیکن انہیں اپنے آپ پر یقین نہیں آیا اور صبح ہونے تک اپنی جگہ ڈٹے رہے پھر جب حضرت علیؓ بستر نبوی ﷺ سے اٹھے اور مشرکین نے انہیں دیکھا تو انہیں اپنے منصوبے کی ناکامی کا یقین ہو گیا، انہوں

نے حضرت علیؓ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پوچھا لیکن حضرت علیؓ نے انہیں کوئی جواب نہیں دیا۔

غار ثور کا سفر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین کی آمد سے پہلے ہی حضرت ابو بکرؓ کے گھر سے کوچ فرما چکے تھے آپ کا رخ مدینہ کی طرف تھا، لیکن مشہور شاہراہ کو چھوڑ کر آپ نے دوسرا راستہ اختیار کیا جو مکہ کے جنوب میں واقع ہے، اسی راستہ سے آپ نے اس پہاڑ کا رخ کیا جو جبل ثور کے نام سے معروف ہے، جب آپ اس پہاڑ کے دامن میں پہنچے تو ابو بکرؓ نے آپ کو اٹھا لیا اور آپ کو اٹھا کر پہاڑ پر چڑھنے لگے یہاں تک کہ پہاڑ کی چوٹی پر ایک غار کے پاس پہنچے جو تاریخ میں غار ثور کے نام سے معروف ہے۔

آپ اور ابو بکر اس غار میں تین رات تک ٹھہرے رہے، یہاں تک کہ آپ کی تلاش کی تگ ودو کم ہوگئی، اس درمیان عبد اللہ بن ابی بکرؓ رات کی تاریکی میں قریش کی خبریں لے کر آپ کے پاس پہنچ جاتے اور یہیں رات گذارتے، حضرت ابو بکر کا غلام عامر بن فہیرہ دودھ اور کھانا لے کر آپ کے پاس پہنچ جاتا، عامر بن فہیرہ حضرت عبد اللہ بن بکر کے مکہ جانے کے بعد انہیں کے نشانات قدم پر

بکریاں ہانکتے تھے تاکہ نشانات مٹ جائیں، مسلسل تلاش کرنے کے بعد مشرکین غار کے دہانے تک پہنچ گئے، لیکن اللہ نے ان کی نگاہیں آپ سے پھیر دیں، صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے فرمایا: میں نبی ﷺ کے ساتھ غار میں تھا، ایک بار میں نے اپنا سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ لوگوں کے پاؤں نظر آرہے ہیں، میں نے کہا اے اللہ کے نبی اگر ان میں سے کوئی شخص محض اپنی نگاہ نیچی کرلے تو ہمیں دیکھ لے گا، آپ ﷺ نے فرمایا اے ابو بکر ان دو کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے، بالآخر آپ کا تعاقب کرنے والے الٹے پاؤں اور ناکام و نامراد واپس آگئے۔

سفر مدینہ

جب تلاش کی تگ ودو کم ہوگئی اور قریش رسول اللہ ﷺ تک پہنچنے سے ناامید ہوگئے، تو رسول اللہ ﷺ اور ابو بکرؓ نے مدینہ کی طرف نکلنے کی تیاری کی، آپ دونوں نے عبد اللہ بن اریقط کو راستہ بتانے کے لئے اجرت پر حاصل کرلیا تھا، عبد اللہ بن اریقط صحرائی راستوں اور گھاٹیوں کا ماہر تھا، باوجودیکہ وہ کفار قریش کے دین پر تھا مگر رسول اللہ ﷺ نے اس میں صداقت وامانت کے آثار دیکھے، چنانچہ غار میں تین راتیں گذارنے کے بعد مقررہ وعدہ کے مطابق عبد اللہ بن

اریقط آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر کی سواریاں لے کر آپ کے پاس پہنچا، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر نے کوچ فرمایا، عامر بن فہیرہ بھی آپ کے ساتھ تھے، انہیں لے کر عبداللہ بن اریقط نے مدینہ جانے کے لئے ساحلی راستہ اختیار کیا، یہ واقعہ ہجرت کے پہلے سال ربیع الاول کے شروع میں پیش آیا۔

سراقہ بن مالک کا واقعہ

راستہ میں سراقہ بن مالک نے دور سے رسول اللہ ﷺ کے قافلہ کو دیکھا تو انہیں بھی اس انعام کو حاصل کرنے کی لالچ ہوئی جسے قریش نے رسول اللہ ﷺ کو گرفتار کرنے والوں کے لئے بطور انعام مقرر کی تھی، چنانچہ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور آپ کو تکلیف پہنچانے کے لئے آپ کی طرف چل پڑا، جب وہ آپ سے قریب ہوا تو اس کے گھوڑے کے دونوں پاؤں زمین میں دھنس گئے، اس نے اسے ڈانٹا، وہ اٹھا اور دوبارہ چلنا شروع کیا، پھر جب وہ رسول اللہ ﷺ سے قریب ہوا تو دوبارہ اس کے گھوڑے کا پاؤں زمین میں دھنس گیا، اب سراقہ نے سمجھ لیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو ایذا نہیں پہنچا سکتا تو اس نے امن کا وعدہ دیتے ہوئے آپ کو آواز دی اور آپ پر زاد راہ اور سامان سفر پیش کیا، آپ نے اس سے کہا کہ وہ لوگوں سے آپ کا معاملہ مخفی رکھے، اس واقعہ کے بعد سراقہ آپ کی

تلاش میں نکلنے والے لوگوں کی توجہ دوسری طرف مبذول کرتا رہا۔

ام معبد خزاعیہ کا واقعہ

راستے میں رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر کا گذر ام معبد خزاعیہ کے خیمے سے ہوا، دونوں نے ان سے پوچھا: کیا ان کے پاس کچھ ہے؟ یہ قحط کا سال تھا، انہوں نے ان کے پاس ایک لاغر بکری کے سوا کچھ نہ پایا، رسول اللہ ﷺ نے اس کا دودھ دوہنے کی اجازت طلب کی تو اس نے آپ کو اجازت دی، پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کے تھن پر اپنا ہاتھ پھیرا، اللہ کا نام لیا اور دعا کی جس سے بکری کا تھن دودھ سے بھر آیا، آپ نے ام معبد کو بھی دودھ پلایا اپنے ساتھیوں کو بھی پلایا، پھر آپ ﷺ نے خود پیا پھر اسی برتن میں دوبارہ اتنا دودھ دوہا کہ برتن بھر گیا، پھر اسے ام معبد کے پاس چھوڑ کر آگے چل پڑے، ام معبد نے آپ سے ایسی برکات و معجزات کو دیکھا کہ اس سے وہ حیرت میں پڑ گئیں۔

ابو بریدہ کا واقعہ

راستے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ابو بریدہ سے ہوئی، یہ اپنی قوم کے آدمیوں کے ساتھ آپ کی تلاش میں نکلے تھے، لیکن جب رسول اللہ ﷺ سے آمنا سامنا ہوا اور بات چیت ہوئی تو اپنی قوم کے ستر آدمیوں سمیت وہیں مسلمان

ہو گئے، یہ اسلامی دعوت کے مدینہ پہنچنے سے پہلے کی فوری کامیابی تھی۔

قباء میں تشریف آوری

۸ ربیع الاول ۱ ہجری کو رسول اللہ ﷺ ان مسلمانوں کے نعرۂ تکبیر کے بیچ جو مدینہ سے باہر آپ کی ملاقات کے لئے تشریف لائے تھے قباء میں وارد ہوئے ، سارا مدینہ آپ کی استقبال کے لئے اٹد آیا، وہ دن دیکھنے کا دن تھا، رسول اللہ ﷺ نے قباء میں چار دن [سوموار منگل بدھ جمعرات] قیام فرمایا، مسجد قباء کی بنیاد رکھی اور اس میں نماز پڑھی، اسلام کی یہ وہ پہلی مسجد ہے جس کی بنیاد تقوی پر رکھی گئی۔

مدینہ منورہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد

جمعہ کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے، بنو سالم بن عوف [کی آبادی] میں پہنچے کہ نماز جمعہ کا وقت آگیا تو آپ نے وادی کے وسط میں واقع مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھائی، اور جمعہ بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں داخل ہوئے، یہ نہایت تابناک تاریخی دن تھا، فرط مسرت سے آنکھیں آبدیدہ تھیں، تکبیر، تہلیل اور تحمید کے کلمات سے مدینہ گونج رہا تھا، انصار کی بچیاں ذیل کے گیت گا کر آپ کا استقبال کر رہی تھیں:

طلع البدر علینا　　　من ثنیات الوداع

وداع کی گھاٹیوں سے ہم پر چودہویں کا چاند طلوع ہوا

وجب الشکر علینا　　　ما دعا للہ داع

جب تک کوئی دنیا میں اللہ کا نام لیوا رہے گا، ہم پر اللہ کا شکر واجب ہے

أیھا المبعوث فینا　　　جئت بالأمر المطاع

اے اللہ کے رسول ﷺ آپ ہمارے درمیان واجب الاطاعت حکم لے کر آئے ہیں۔

سن ا/ ہجری سے سن ۹/ ہجری تک کے حالات

مسجد نبوی کی تعمیر

آپ ﷺ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے آپ نے اپنی اونٹنی کی نکیل کو چھوڑ دیا، اونٹنی چلتی رہی یہاں تک کہ اس مقام پر پہنچ کر بیٹھ گئی جہاں آج مسجد نبوی ہے آپ وہیں پر نیچے اتر آئے وہ جگہ ایک باڑا تھا جہاں بکریاں اور اونٹ باندھے جاتے تھے، یہ جگہ معاذ بن عفراء کی گود میں زیر پرورش دو یتیم بچوں کی تھی، آپ ﷺ نے ان یتیم بچوں سے یہ جگہ قیمتاً خریدی اور اسے مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابوایوب انصاری [خالد بن زید] کے گھر مہمان بن کر

اترے، یہاں تک کہ آپ نے مسجد نبوی اور اپنے لئے گھر بنایا، پھر آپ اپنی رہائش میں منتقل ہو گئے، حضرت علی بن ابی طالب مکہ میں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ لوگوں کی جو امانتیں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھیں ان کو ادا کر دیں، پھر ہجرت کر کے آپ سے مل آئے۔

مواخات و مصالحت

ہجرت کے پہلے ہی سال میں رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین وانصار کے درمیان بھائی چارگی کرادی، اس بھائی چارے کی وجہ سے وہ شروع اسلام میں ایک دوسرے کے وارث ہوتے رہے، اخوت و بھائی چارے کی طرح رسول اللہ ﷺ نے اسلامی تعاون کا عہد و پیمان کرایا جس کی دفعات درج ذیل ہیں:

(۱) مسلمان اپنے ماسوا انسانوں سے الگ ایک امت ہے۔

(۲) امت مسلمہ کے افراد حقوق اور اعزاز میں مساوی ہیں۔

(۳) اور یہ کہ سارے مسلمان اس شخص کے خلاف ہوں گے جو ان پر زیادتی کرے گا خواہ وہ ان میں سے ایک ہی کیوں نہ ہو۔

(۴) کوئی مومن کسی مومن کے خلاف کسی کافر کی مدد نہیں کرے گا۔

(۵) کسی مومن کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی فتنہ پرور کی مدد کرے یا اسے پناہ دے۔

(٦) پورا معاشرہ بہترین اور پائیدار اصولوں پر مبنی ہوگا۔

(٧) معاشرہ کی بنیاد نیکی و تقوی میں باہم تعاون پر ہوگی، ظلم وعدوان میں تعاون حرام ہوگا۔

رہ گئے یہود، تو رسول اللہ ﷺ نے یہود مدینہ سے مصالحت کی جن کے قبائل یہ تھے : بنو قینقاع، بنو نضیر، بنو قریظہ، ان سبھوں نے آپ کی نبوت کا انکار کیا بعد اس کے کہ ان کے بڑے حضرت عبد اللہ بن سلام نے اسلام قبول کر لیا تھا۔

غزوات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

مدینہ منورہ میں جب مسلمانوں کو ایک قوت و شوکت حاصل ہوگئی تو اللہ نے ان پر جہاد فرض کیا، چنانچہ قرآن مجید کی یہ آیت نازل کی ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسَى أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ "تم پر جہاد فرض کیا گیا گو وہ تمہیں دشوار معلوم ہو، ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو بری جانو اور دراصل وہی تمہارے لئے بھلی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو اچھی سمجھو حالانکہ وہ تمہارے لئے بری ہو، حقیقی علم اللہ ہی کو ہے، تم محض بے خبر ہو" (سورۂ بقرہ آیت نمبر ٢١٦)

رسول اللہ ﷺ نے کل اٹھائیس غزوے کئے ہیں جن میں سے نو غزوے میں آپ

نے قتال فرمایا جن کے نام یہ ہیں (۱) غزوۂ بدر (۲) غزوۂ احد (۳) غزوۂ مریسع (۴) غزوۂ خندق (۵) غزوۂ بنو قریظہ (۶) غزوۂ خیبر (۷) غزوۂ فتح مکہ (۸) غزوۂ حنین (۹) غزوۂ طائف۔

سطور ذیل میں آپ ﷺ کی بعض غزوات کا مختصر سا خاکہ پیش کیا جاتا ہے:

غزوۂ بدر کبریٰ

ہجرت کے دوسرے سال ۱۷ رمضان کو یہ جنگ لڑی گئی، اس کی وجہ یہ ہوئی کہ اصحاب رسول ﷺ نے شام سے مکہ واپس آنے والے تجارتی قافلے سے چھیڑ چھاڑ کرنی چاہی، جنگ کا ارادہ قطعی نہ تھا، لیکن یہ تجارتی قافلہ جس کی قیادت ابو سفیان کے ہاتھ میں تھی، بچ بچا کر نکل گیا، دوسری طرف اس نے قریش سے قافلہ کی مدافعت کے لئے دہائی بھی دے ڈالی، چنانچہ قریش ایک ہزار جنگجو لے کر نکلے جس میں چھ سو زرہ پوش، سو گھوڑے جن پر زرہ پوش سوار تھے، اور سات سو اونٹ تھے، مسلمانوں کے پاس کل تین سو تیرہ افراد تھے جن میں اکثریت انصار کی تھی ان کے ساتھ ستر اونٹ اور تین گھوڑے تھے، کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو سواری کی کمی کی وجہ سے باری باری ایک ہی اونٹ پر سوار ہوتے تھے، اس جنگ میں اللہ نے اسلام اور مسلمانوں کو غلبہ عطا فرمایا، کفر اور اہل کفر کی شکشت فاش

ہوئی، مشرکین کے ستر آدمی مارے گئے اور ستر قید کیۓ گئے ،اور چودہ مسلمان شہید ہوئے۔

غزوۂ احد

یہ جنگ شوال سن ۳ر ہجری میں لڑی گئی،اس کی وجہ یہ ہوئی کہ قریش نے بدر کا انتقام لینا چاہا،اس جنگ میں آپ بنفس نفیس لڑے، مسلمان ایک ہزار تھے، جن میں سے تین سو کو لے کر عبداللہ بن ابی منافق واپس چلا گیا، مشرکین تین ہزار تھے۔

احد کا دن بڑی آزمائش اور نکھار کا دن تھا،اس جنگ میں مسلمان پسپا ہوئے، یہاں تک کہ دشمن رسول اللہ ﷺ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا اور آپ پر سنگباری شروع کر دی یہاں تک کہ پتھر کی چوٹ سے آپ پہلو کے بل گر گئے،اور آپ کا داہنا نچلا رباعی دانت ٹوٹ گیا، پیشانی اور رخسار زخمی ہوئے،اس جنگ میں ستر مسلمان شہید ہوئے، جن میں آپ ﷺ کے چچا شیر خدا حضرت حمزہؓ بن عبد المطلب بھی ہیں، جن کی نعش کا ابو سفیان کی بیوی ہندہ نے مثلہ کر ڈالا، کلیجہ اور بھیجا چبا گئی، پھر تلخی محسوس کر کے تھوک دیا، آپ ان کی شہادت سے بہت متاثر ہوئے اور فرمایا اگر اللہ تعالی نے مجھے قریش پر غلبہ عطا کیا تو میں ان کے تیس

آدمیوں کا مثلہ کرادوں گا، لیکن اس کے بعد اللہ نے مثلہ کرنے سے روک دیا، مشرکین کے صرف بائیس آدمی مارے گئے۔

غزوۂ احزاب یا خندق

یہ غزوہ شوال سن ۵ھ ہجری میں پیش آیا، احزاب [جماعتیں] سے مراد قریش مکہ ، بنو غطفان اور یہود ہیں، سب نے مل کر مسلمانوں کا محاصرہ اور انہیں جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کا پروگرام بنایا تھا، یہ سب دس ہزار تھے اور مسلمان صرف تین ہزار تھے، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ایک خندق کھودنے کا مشورہ دیا جو مشرکین اور اہل مدینہ کے درمیان آڑ بن سکے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے خندق کھودنے کا حکم دیا، اور خود بھی مسلمانوں کے ساتھ خندق کی کھدائی میں حصہ لیا، جب قریش اور دوسری جماعتیں مدینہ پہنچیں تو خندق دیکھ کر گھبرا گئیں، اس لئے کہ عربوں کے یہاں اس طرح کا کوئی رواج نہیں تھا، مسلمانوں نے خندق کے ذریعہ اپنا بچاؤ کیا، پھر نعیم بن مسعود غطفانی مسلمان ہوئے اور ان احزاب کے درمیان پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی، [اور اس میں وہ کامیاب بھی ہوئے] پھر اللہ نے ان پر ایک زور دار آندھی بھیجدی کہ ان کی قیام گاہیں اکھڑ گئیں، دیگچیاں الٹ گئیں اور سارے قبیلے رعب میں مبتلا ہو گئے، جس سے ان کی شکست ہوئی،

مسلمانوں میں سے صرف چھ انصاری شہید ہوئے اور مشرکین کے تین آدمی قتل کیئے گئے۔

غزوۂ بنو قریظہ

غزوۂ احزاب کے بعد سن ۵ر ہجری میں واقع ہوا، جب رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ یہود بنو قریظہ مسلمانوں سے عہد شکنی اور قریش سے اتحاد و دوستی کر چکے ہیں اور غزوۂ احزاب میں معاہدہ توڑنے کا اعلان کر چکے ہیں جو مسلمانوں کے لئے سخت ترین حالات لے کر آیا تھا، اگر اللہ نے مدد نہ کی ہوتی تو اس جنگ میں مسلمانوں کا صفایا ہو چکا ہوتا، تو آپ نے ان غداروں اور خائنوں کو مزہ چکھانے اور ان کو سزا دینے کا ارادہ فرمایا تا کہ مدینہ سے ان کا وجود ختم ہو جائے، اور دوبارہ اس طرح کی غداری کا خمیازہ نہ بھگتنا پڑے اور وہ مسلمانوں کی پیٹھ میں دوبارہ خنجر نہ گھونپ سکیں، چنانچہ خندق سے واپسی کے فوراً بعد آپ یہود بنو قریظہ کی طرف نکلے اور پچیس دن تک ان کا محاصرہ کئے رکھا، یہاں تک کہ وہ محاصرہ سے تنگ آ گئے اور رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ کو تسلیم کر لیا، آپ نے سعد بن معاذؓ کو حکم بنایا تو حضرت سعد بن معاذؓ نے ان کے مردوں کو قتل کرنے، عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لینے اور اموال کو تقسیم کرنے کا فیصلہ سنایا، رسول اللہ ﷺ نے اسی

فیصلے کو نافذ فرمایا، تو ان کے مرد جو چھ سو سے سات سو کے درمیان تھے قتل کردیئے گئے ، ان کے اموال اور عورتیں مسلمانوں کے درمیان تقسیم کردی گئیں، اس طرح یہودیوں کی سازشوں اور شرارتوں کا خاتمہ ہو گیا۔

غزوۂ بنی المصطلق

یہ غزوہ شعبان سن ٦/ ہجری میں پیش آیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مریسیع نامی چشمے پرپانی پر چھاپہ مارا، ان کے کچھ آدمی مارے گئے، عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا گیا۔

واقعہ افک

اسی غزوہ [بنو مصطلق] میں افک کا حادثہ پیش آیا، عبداللہ بن ابی منافق اور ان کے ساتھیوں نے ام المومنین عائشہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی عزت پر تہمت لگائی ،جس کو بعض مسلمانوں نے بھی سچ مان لیا، پھر ساتوں آسمان کے اوپر سے آپ کی براءت اتری۔

غزوۂ حدیبیہ

یہ غزوہ ذیقعدہ سن ٦/ ہجری میں پیش آیا چنانچہ اس غزوہ میں آپ پندرہ سو صحابہ کو ساتھ لے کر عمرہ کرنے کی نیت سے نکلے، مشرکین نے بیت اللہ سے آپ کو

روکنا چاہا، آپ حدیبیہ [جو مکہ اور جدہ کے درمیان ایک جگہ ہے] پہنچ کر رک گئے، مشرکین اور آپ کے درمیان قاصدوں کے بھیجنے کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ سہیل بن عمرو آئے اور انہوں نے اس بات پر صلح کی کہ آپ اس سال واپس چلے جائیں اور آئندہ سال آکر عمرہ کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طلب مان لی لیکن صحابہ کی ایک جماعت نے اس کو ناپسند کیا۔

ذیقعدہ سن ۷ر ہجری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام حدیبیہ سے عمرہ کیا اور مکہ میں عمرہ کی نیت سے داخل ہوئے۔

غزوۂ خیبر

یہ جنگ سن ۷ر ہجری میں لڑی گئی، خیبر ایک یہودی نو آبادی تھی جو شام کی طرف مدینہ کے شمال میں سو میل کی مسافت پر واقع تھی، خیبر یہود کا جنگی مستقر تھا جس میں بڑے مستحکم قلعے تھے، اور اس میں جنگجو رہتے تھے جو ہر قسم کے ہتھیاروں سے مسلح تھے، یہ بڑے مکار، غدار، اور کمینہ فطرت تھے، ان کی شازشوں اور مکاریوں سے نجات حاصل کرنا ضروری تھا، اس لئے اللہ کے رسول ﷺ نے محرم کے آخر میں ان پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا اور نو سو فوجیوں کے ساتھ خیبر کی طرف کوچ کیا جن میں دو سو شہ سوار تھے، آپ نے اللہ تعالی سے

فتح خیبر کی دعا فرمائی، چنانچہ یہودیوں کے بہت سے قلعوں پر اللہ نے آپ کو فتح عطا فرمائی، ان کے اموال کو غنیمت بنا لیا گیا، اس کے بعد دوسرے قلعے والے بھی ہتھیار ڈال دیئے، اس جنگ میں یہودی مقتولین کی تعداد ترانوے تھی، جب کہ مسلمان پندرہ کی تعداد میں شہید ہوئے۔

یہود کی بد عہدی

اسی غزوہ میں ایک یہودی عورت زینب بنت حارث نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں زہر آلود بکری کا ہدیہ بھیجا، حضرت بشرؓ بن براء نے اس میں سے کچھ کھا لیا، آپ ﷺ نے بھی اپنے منہ میں لے لیا پھر تھوک دیا کیوں کہ آپ کو بتلایا گیا کہ یہ زہر آلود ہے، اس کے کھانے سے حضرت بشرؓ فوت ہو گئے، تو نبی ﷺ نے بشرؓ کے مر جانے کے بدلے اس عورت کو قصاص کے طور پر قتل کر دیا۔

فتح مکہ

۲۰ر رمضان سن ۸ر ہجری میں یہ غزوہ پیش آیا، اس غزوہ کا سبب یہ ہے کہ قریش نے اس عہد کو توڑ دیا تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ان کے درمیان [حدیبیہ] میں طے پایا تھا، چنانچہ دس ہزار مسلمانوں کو لے کر قریش کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے، یہاں تک کہ مر الظہران پہنچ کر نزول فرمایا تو آپ

کے چچا عباسؓ ابو سفیان کو لے کر آئے، ابو سفیان نے اسلام قبول کیا، رسول اللہ ﷺ بغیر لڑائی کے مکہ میں امن وامان کے ساتھ داخل ہو گئے۔

غزوہ حنین

شوال سن ۸ ر ہجری میں یہ غزوہ پیش آیا اس غزوہ میں اللہ نے مسلمانوں کو ثقیف وہوازن کے قبیلوں پر غلبہ عطا فرمایا اور قبیلہ ہوازن تو مسلمانوں کے مقابلہ سے راہ فرار اختیار کی، مسلمانوں نے ان کا تعاقب کر کے ان کو قتل اور قید کرنا شروع کیا، نبی ﷺ نے ان کے اموال وعیال کو قبضہ میں لے لیا، اور ان میں سے بہت سے لوگ مارے گئے۔

غزوہ طائف

نبی ﷺ کا حنین سے لوٹنے کے بعد یہ غزوہ پیش آیا تھا اس غزوہ میں آپ نے ثقیف وہوازن کے ان مشرکوں کو جو بچ بچا کر طائف کے قلعہ میں بند ہو گئے تھے ان کا محاصرہ کر لیا، لیکن جب انہوں نے حالات کو پیچیدہ بنا دیا اور ڈٹے رہے اور آپ کو ان سے کوئی بڑی چیز [کامیابی] حاصل نہیں ہوئی، تو ان سے واپس آکر جعرانہ تشریف لائے، یہیں پر ہوازن کا وفد مسلمان ہو کر آپ کے پاس پہنچا، اس میں ان کا امیر مالک بن عوف بھی تھا، رسول اللہ ﷺ نے قیدیوں میں جو ان کے

بچے تھے لوٹا دیا، اور مالک بن عوف کو ان پر امیر مقرر کیا، اس کا اسلام اچھا رہا، پھر ذیقعدہ ۱۷ر تاریخ کو جعرانہ سے آپ عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ تشریف لائے پھر [عمرہ ادا کرنے کے بعد] مدینہ واپس آگئے۔

غزوۂ تبوک

رجب سن ۹ر ہجری میں یہ غزوہ پیش آیا، اسے غزوۂ عسرہ [تنگی کی جنگ] بھی کہا جاتا ہے، اس غزوہ کا سبب یہ ہے کہ نبطیوں سے آپ صلی االلہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ ہرقل نے لخم، جذام، عاملہ، غسان اور عرب کے دیگر قبائل کے ساتھ شام میں ایک بڑی فوج جمع کر رکھی ہے اور ان کے دستے بلقاء تک پہنچ بھی چکے ہیں، ہرقل کا مقصد مدینہ کی اسلامی ریاست پر حملہ کرنا اور اس ابھرتی ہوئی سلطنت کو دبا دینا تھا، چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ اور صحابہ کرام نے جنگ کے لئے نکلنے کا ارادہ کرلیا، یہ وقت سخت گرمی کا تھا اور قحط سالی درپیش تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیس ہزار مسلمانوں کے ساتھ مدینہ سے تبوک کے لئے روانہ ہوئے [تبوک مدینہ منورہ اور دمشق کے درمیان نصف فاصلہ پر واقع ہے] اس سے پہلے اتنی بڑی تعداد عربوں نے نہ دیکھی تھی، آپ مسلسل سفر کرتے رہے یہاں تک کہ تبوک پہنچ گئے، تقریبا بیس دن وہاں قیام کیا، کسی جنگ اور فوج کا منظر دیکھنے

میں نہ آیا، اس جنگ میں ۸۰ منافق اور تین مسلمان پیچھے رہ گئے تھے، اللہ نے پیچھے رہنے والے تین مسلمانوں کی توبہ قبول کی، پھر ماہ رمضان سن ۹ر ہجری میں واپس آئے اور مسجد ضرار کو ڈھا دینے کا حکم دیا، اور مسجد ڈھا دی گئی۔

فوجی دستے اور سرایے

علمائے سیرت کی اصطلاح میں بعث اور سریہ اس فوج کو کہا جاتا ہے جنہیں آپ ﷺ نے روانہ فرمایا ہو اور آپ تشریف نہ لے گئے ہوں، چاہے اس میں جنگ ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو، آپ ﷺ نے ۵۶ کے قریب فوجی دستے و سرایے ارسال فرمائے، اور سریہ اسلامی لشکر کے اس بہترین دستہ کو بھی کہتے ہیں جن کی تعداد چار سو ہو جو دشمنوں کی طرف روانہ کیا جائے، اور بعث اس فوجی دستہ کو کہتے ہیں جو سریہ سے الگ کر کے بھیجا جائے، آپ ﷺ کا بھیجا ہوا پہلا فوجی دستہ آپ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا دستہ ہے جس میں آپ نے حضرت حمزہؓ کو تیس شہسوار مہاجرین پر امیر بنا کر سیف البحر کی طرف ارسال کیا تھا، جن کا آمنا سامنا ابو جہل بن ہشام اور اس کے تین سو ساتھیوں کے ساتھ ہوا لیکن ان کے درمیان لڑائی کی نوبت نہ آئی۔

آخری فوجی دستہ: حضرت اسامہ بن زیدؓ کا فوجی دستہ ہے، جسے ملک شام کی طرف

روانہ کیا اور حکم دیا کہ بلقاء اور فلسطین کے علاقہ داروم کے اطراف کو سواروں کے ذریعہ روند ڈالو، داروم میں غزہ کے بعد ایک مشہور قلعہ تھا، لشکر روانہ ہو کر مدینہ سے تین میل دور ابھی مقام جرف ہی میں پہنچا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے چل بسے۔

مدد و تمکن کا سال

سن ۹ر ہجری میں نبی ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو امیر الحج بنا کر روانہ فرمایا، پھر ابو بکرؓ کے پیچھے حضرت علیؓ کو سورۂ براءت کا یہ حکم دے کر بھیجا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے، اور نہ کوئی ننگا آدمی بیت اللہ کا طواف کرے۔

اسی سال اسلام کے تابع ہو کر اور اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہونے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے پاس وفود کا تانتا بندھ گیا، جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾ "جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے اور تو لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق در جوق آتا دیکھ لے تو اپنے رب کی تسبیح کرنے لگ حمد کے ساتھ اور اس سے مغفرت کی دعا مانگ، بیشک وہ بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا ہے"

(سورۂ نصر آیت ا۔۳)

اسی سال آپ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا اور شاہانِ عالم کے پاس اسلام کی دعوت دینے کے لئے قاصد روانہ فرمایا، چنانچہ دعوت اسلام پھیل گئی، کلمہ حق سر بلند ہوا، حق آیا اور باطل مٹ گیا اور باطل کو مٹنا ہی تھا۔

حجۃ الوداع

سن ۱۰ ہجری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حج کے لئے روانہ ہوئے ۲۴ ذیقعدہ جمعرات کے دن نبی کریم ﷺ نے مدینہ میں ظہر کی نماز پڑھی، پھر مسلمانوں کو اپنے ساتھ لے کر وہاں سے نکلے اور ذوالحلیفہ میں عصر کی نماز دو رکعت [قصر] کر کے پڑھی، اور یہیں آپ نے رات گذاری، اور حج و عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھا، اور ذی الحجہ کے [پہلے] عشرے میں احرام ہی کی حالت میں آپ مکہ تشریف لائے، آپ کے آگے، پیچھے، دائیں، بائیں لوگ ہی لوگ تھے، سبھی آپ کی اقتداء اور آپ کے طریقہ سے رہنمائی حاصل کرنا چاہتے تھے۔

نبی ﷺ نے اپنا حج مکمل کیا، آپ کے اسی حج کو حجۃ الوداع کہا جاتا ہے، پھر آپ مدینہ تشریف لائے جہاں ذی الحجہ کے بقیہ دن، محرم اور صفر قیام پذیر رہے۔

وفات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

جب دعوت دین مکمل ہو گئی اور عرب کی تکمیل اسلام کے ہاتھ میں آگئی تو رسول اللہ ﷺ کے جذبات واحساسات اور گفتار و کردار سے ایسی علامات نمودار ہونا شروع ہوئیں جن سے معلوم ہوتا تھا کہ اب آپ اس حیات مستعار کو اور اس جہان فانی کے باشندگان کو الوداع کہنے والے ہیں، جیسے آپ نے حجۃ الوداع میں فرمایا" مجھے معلوم نہیں شاید میں اس سال کے بعد اپنے اس مقام پر تم لوگوں سے کبھی نہ مل سکوں "اسی طرح جب آپ پر سورۂ نصر نازل ہوئی تو آپ نے یہ سمجھ لیا کہ اب دنیا سے روانگی کا وقت آپہنچا ہے اور یہ موت کی اطلاع ہے۔

پھر رسول اللہ ﷺ بیمار ہو گئے، جمعرات کے دن جب آپ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے کہ تکلیف شروع ہوئی، آپ کے سر مبارک میں تکلیف تھی آپ اپنے سر مبارک میں درد محسوس کرتے تھے، پھر آپ نے ازواج مطہرات سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر بیماری کے دن گذارنے کی اجازت طلب کی، آپ کو اجازت مل گئی، آپ بارہ دن تک بیمار پڑے رہے، بعض روایت میں ہے کہ چودہ دن تک بیمار رہے، جب آپ کی تکلیف بڑھ گئی تو آپ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہلوا بھیجا کہ وہ لوگوں کو نماز

پڑھائیں چنانچہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان ایام میں نماز پڑھائی، ہفتہ یا اتوار کو آپ ﷺ نے اپنی طبیعت میں قدرے تخفیف محسوس کی تو دو آدمیوں کے درمیان چل کر ظہر کی نماز کے لئے تشریف لائے، اس وقت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کو نماز پڑھا رہے تھے، وہ آپ کو دیکھ کر پیچھے ہٹنے لگے، آپ نے اشارہ فرمایا کہ پیچھے نہ ہٹیں، اور لانے والوں سے فرمایا کہ مجھے ان کے بازو میں بیٹھا دو، چنانچہ آپ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بائیں بیٹھا دیا گیا، اس کے بعد ابو بکرؓ رسول اللہ ﷺ کی نماز کی اقتداء کر رہے تھے اور صحابہ کرام کو تکبیر سنا رہے تھے، دوشنبہ کے روز مسلمان نماز فجر میں مصروف تھے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ امامت فرما رہے تھے کہ آپ ﷺ نے حجرے کا پردہ ہٹایا، صحابہ کرام کو مصروف نماز دیکھ کر تبسم فرمایا، صحابہ کرام نے سمجھا کہ آپ نماز کے لئے تشریف لانا چاہتے ہیں لیکن آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ اپنی نماز پوری کر لو، اس کے بعد رسول اکرم ﷺ پر کسی دوسری نماز کا وقت نہیں آیا۔

پھر ماہ ربیع الاول بروز سوموار سن ۱۱ر ہجری چاشت کے وقت آپ کی روح اطہر پرواز کر گئی، بعض نے ار ربیع الاول، بعض نے ۲ر ربیع الاول اور بعض نے لکھا ہے کہ ۱۲ر ربیع الاول کو آپ کا انتقال ہوا۔

جب آپ کی وفات ہوئی تو آپ کی عمر ۶۳ سال تھی، جن میں چالیس سال نبوت

سے پیشتر اور تیئیس سال نبوت ورسالت کی زندگی ہے، جن میں سے تیرہ سال آپ نے مکہ میں گذارا ہے اور دس سال مدینہ میں، مدینہ ہی میں آپ کی وفات ہوئی، منگل کے دن آپ دفنائے گئے، اور بعض روایت میں ہے کہ بدھ کی رات وقت سحر آپ کو حجرۂ عائشہؓ میں اسی جگہ دفنایا گیا جہاں آپ کی وفات ہوئی۔

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی ایک عورتوں سے شادی کی، ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ آپ نے تیرہ شادیاں کیں، جن میں سے گیارہ عورتوں کے ساتھ آپ نے شب زفاف منایا، البتہ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ آپ کی وفات کے وقت نو بیویاں موجود تھیں جن کے نام یہ ہیں: (۱) حضرت عائشہؓ (۲) حضرت حفصہؓ (۳) حضرت ام حبیبہؓ (۴) حضرت ام سلمہؓ (۵) حضرت ام میمونہؓ (۶) حضرت سودہؓ بنت زمعہ (۷) حضرت زینبؓ (۸) حضرت جویریہؓ (۹) حضرت صفیہؓ، اور آپ کی ام ولد ماریہ، ذیل میں اختصار کے ساتھ ازواج مطہرات کے حالات پیش خدمت ہیں:

☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆

ام المومنین حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی بیوی ہیں جو سب سے پہلے آپ پر ایمان لائیں ، جسے اللہ رب العزت نے جبریل علیہ السلام کے ذریعہ آسمان سے سلام بھیجا، جسے سب سے پہلے جنت کی بشارت دی گئی، جس کے گھر میں آسمان سے وحی نازل ہوتی رہی، جس نے اپنی ساری دولت رسول اقدس ﷺ کے قدموں میں میں ڈھیر کر دی، جسے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی صحبت میں چوبیس سال اور چند ماہ رہنے کی سعادت حاصل ہوئی، حضرت خدیجہؓ کی شادی ان کے والد نے آپ ﷺ سے کی، اور بعض روایت میں ہے کہ خدیجہ کے بھائی عمرو بن خویلد نے ان کی شادی آپ ﷺ سے کی تھی، شادی کے وقت حضرت خدیجہؓ کی عمر چالیس سال تھی اور آپ ﷺ کی عمر پچیس سال، نبوت کے دسویں سال حضرت خدیجہؓ آپ کی زندگی ہی میں وفات فرما گئیں، چونکہ نماز جنازہ اس وقت تک مشروع نہیں ہوئی تھی، اس لئے ان کی لاش اسی طرح دفن کر دی گئی، آپ ﷺ خود ان کی قبر میں اترے اور اپنے ہاتھوں سے جسد اطہر کو قبر میں اتارا، حضرت خدیجہؓ کی وفات تک آپ نے کسی اور عورت سے شادی نہ کی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

ام المومنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

حضرت خدیجہؓ کے انتقال کے بعد سب سے پہلے آنحضرت ﷺ کے عقد نکاح میں آئیں، جسے ابتدائی مراحل میں ہی اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل ہو گئی تھی، جسے حبشہ اور مدینہ کی طرف دو ہجرتوں کا اعزاز حاصل ہوا، جس کا پہلا نکاح اپنے چچیرے بھائی سکران بن عمرو سے ہوا، وہ فوت ہوا تو اس خاتون کو ام المومنین بننے کا اعزاز حاصل ہوا، جو تمام ازواج مطہرات میں سب سے زیادہ دراز قامت تھی، جسے دیکھ کر حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کہا کاش میری روح اس خوبصورت قالب میں ہوتی، جسے خواب میں حرم نبوی میں داخل ہونے کی بشارت مل گئی تھی، جس نے خواب میں اپنی گود میں چاند اترتے دیکھا، جس نے خلیفۃ المسلمین عمر بن خطاب رضی اللہ کی جانب سے درہم و دینار سے بھری ہوئی تھیلی غرباء و مساکین میں تقسیم کر دی، اور ان میں سے ایک درہم بھی اپنے پاس نہیں رکھا، ہجرت سے تین سال پہلے آپ ﷺ نے سودہ بنت زمعہؓ سے شادی کی، اور ہجرت کی بیسویں سال حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حضرت سودہؓ بنت زمعہ وفات فرمائیں۔

اللہ ان سے راضی اور یہ اپنے اللہ سے راضی

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

وہ کہ جس کی شان میں قرآنی آیات نازل ہوئیں، جس کو حرم نبوی میں لانے کا اہتمام آسمانوں پر کیا گیا، جس کی تصویر سبز ریشم کے غلاف میں لپیٹ کر حضرت جبریلؑ کے ذریعہ دربار رسالت میں پیش کی گئی، جسے تعلیمات نبوی پر عبور حاصل تھا، جسے دین ودانش کے اعتبار سے پوری امت میں ممتاز مقام پر فائز ہونے کا اعزاز حاصل تھا، جسے پوری زندگی دینی مسائل کے حوالہ سے مرجع خلائق کا درجہ حاصل رہا۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عالم تھیں، بڑے بڑے اکابر صحابہ ان سے مسئلہ پوچھا کرتے تھے، دیکھئے (طبقات سعد ج ۲ر ص ۲۶)

عروہ بن زبیر کا قول ہے: قرآن، فرائض، حلال وحرام، فقہ، شاعری، طب، عرب کی تاریخ اور نسب کا عالم حضرت عائشہؓ سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔ دیکھئے (سیر الصحابیات للسید سلیمان الندوی)

جسے اپنی زندگی میں لسان رسالت سے جنت کی بشارت ملی، جسے ازواج مطہرات میں ایک بلند اور قابل رشک مقام حاصل تھا، جو آپ کی سب سے محبوب بیوی

تھیں، جس کے حجرے میں رسول اقدس ﷺ کے جسد اطہر کو سپرد خاک کیا گیا، ہجرت سے تین سال پہلے حضرت سودہؓ سے شادی کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیقہ بنت صدیقؓ سے شادی کی، ان کے والد ابو بکر صدیقؓ نے آپ ﷺ سے شادی کی، حضرت عائشہؓ کے علاوہ آپ نے کسی کنواری عورت سے شادی نہ کی، ہجرت کے سات ماہ بعد شوال کے مہینہ میں حضرت عائشہؓ کی رخصتی ہوئی اس وقت وہ ۹/ برس کی تھیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی جب کہ ان کی عمر ۱۸/ سال تھی، سن ۵۸/ ہجری کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مدینہ طیبہ میں ۶۷/ سال کی عمر پا کر رحلت فرما گئیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور پھر آپ بقیع میں دفنادی گئیں۔

ام المومنین حضرت حفصہ بنت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہا

آپ کے پہلے شوہر خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ تھے جو بدر اور احد کے درمیانی عرصہ میں رحلت کر گئے، اور آپ بیوہ ہو گئیں، پھر آپ کے والد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے شعبان سن ۳/ ہجری میں آپ کی شادی نبی ﷺ سے کی، رسول اللہ ﷺ نے ایک بار انہیں طلاق دے دیا تھا لیکن پھر رجوع

کرلیا، سن ر۴۱ ہجری میں آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا، بعض نے سن ۴۵ر ہجری اور بعض نے ۵۰ر ہجری بتلایا ہے، نماز جنازہ مدینے کے گورنر مروان بن حکم نے پڑھائی، چارپائی کو کندھا دینے والوں میں حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی موجود تھے، آپ کے دونوں بھائی حضرت عبد اللہ بن عمرؓ اور عاصم بن عمرؓ قبر میں اترے، اپنے ہاتھوں سے میت کو لحد میں اتارا، اسطرح ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے جسد اطہر کو سپرد خاک کیا گیا۔ اللہ ان پر راضی اور وہ اپنے اللہ پر راضی

ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ ہلالیہ رضی اللہ عنہا

یہ وہ خاتون ہے جسے ام المساکین کہا جاتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، وہ جنگ احد میں شہید ہوگئے تو رمضان سن ۴ر ہجری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے شادی کرلی، مگر صرف آٹھ ماہ رسول اللہ ﷺ کی زوجیت میں رہ کر وفات پاگئیں، آنحضرت ﷺ نے خود نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں، وفات کے وقت ان کی عمر تیس سال تھی، آنحضرت ﷺ کی زندگی میں آپ کی دو بیویاں فوت ہوئیں، پہلی حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ اور دوسری حضرت زینب بنت خزیمہؓ

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا

آپ کا نام ہند بنت ابی امیہ ہے، پہلا نکاح عبد اللہ بن عبد الاسد مخزومیؓ سے ہوا جس کی کنیت ابو سلمہ تھی، جو رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی برہ بن عبد المطلب کا بیٹا تھا۔ آغاز نبوت میں اپنے شوہر کے ساتھ ایمان لائیں، کچھ زمانہ تک اپنے شوہر کے ساتھ رہیں، حضرت ابو سلمہؓ بڑے شہ سوار تھے، بدر واحد میں شریک ہوئے، غزوۂ احد میں چند زخم کھائے جن کے صدمہ سے جانبر نہ ہو سکے، زخم پھٹا اور اسی صدمہ سے وفات پائی، سن ۴/ ہجری میں آپ ﷺ نے ان سے شادی کی، بعض روایت میں ہے کہ سن ۳/ ہجری میں آپ نے ان سے شادی کی، حضرت ام سلمہؓ نے لمبی عمر پائی، خلافت راشدہ کا پورا دور ان کے سامنے گزرا، سب ازواج مطہرات کے بعد حضرت ام سلمہؓ نے وفات پائی، سن ۵۹/ ہجری میں نوے سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سن ۶۲/ ہجری میں یزید بن معاویہؓ کے دور حکومت میں آپ کی وفات ہوئی۔

ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپی امیمہ کی صاحبزادی تھیں، ان کی شادی پہلے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی، جنہیں رسول اللہ ﷺ کا بیٹا

سمجھا جاتا تھا، لیکن حضرت زید ؓ سے نباہ نہ ہو سکا اور انہوں نے طلاق دیدی تو ذیقعدہ سن ۵ ر ہجری میں آپ نے ان سے شادی کی،انہیں کی زفاف [رخصتی] کی صبح آیت حجاب اتری، حضرت زینب ؓ سخاوت وفیاضی میں ید طولی رکھتی تھیں، آپ ﷺ کی وفات کے بعد ازواج مطہرات میں سب سے پہلے انہیں کا انتقال ہوا آپ کا سن وفات ۲۰ر ہجری ہے، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

ام المومنین حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

آپ بنی مصطلق کی قیدیوں میں سے تھیں کیوں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قوم سے لڑائی کی تو یہ ثابت بن قیس کے حصہ میں آئیں، چنانچہ یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنی مکاتبت کے سلسلہ میں مدد مانگنے کے لئے آئیں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خرید کر آزاد کر دیا اور شادی کرلی، یہ سن ٦ر ہجری کا واقعہ ہے، سن ۵۰ر ہجری، اور بعض روایت کے مطابق سن ۵٦ر ہجری میں آپ کا انتقال ہوا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆

ام المومنین حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا

آپ کا نام رملہ ہے، پہلے عبیداللہ بن جحش کے عقد میں تھیں اپنے شوہر کے ساتھ ہجرت کر کے حبشہ بھی گئی تھیں، حبشہ میں جا کر عبیداللہ نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا، اور ام حبیبہ سے بھی کہا لیکن وہ اسلام پر قائم رہیں، عبیداللہ نے عیسائی ہو کر بالکل آزادانہ زندگی بسر کرنا شروع کی بالاخر ان کا انتقال ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے سن ۷/ ہجری میں اور بعض روایت کے مطابق سن ۶/ ہجری میں ان سے شادی کی، آپ کا شمار مہاجرین حبشہ میں ہوتا ہے، سن ۴۴/ ہجری میں [اپنے بھائی] حضرت معاویہؓ کے دور حکومت میں وفات پائی۔

ام المومنین حضرت صفیہ بنت حی رضی اللہ عنہا

خیبر کی غنیمتوں میں سے آپ نے ان کو منتخب کیا اور سن ۷/ ہجری میں آپ نے ان سے شادی کی، ان کی آزادی ہی کو ان کا مہر قرار دیا، سن ۳۶/ ہجری اور بعض روایت کے مطابق سن ۵۰/ ہجری میں آپ نے وفات پائی۔

ام المومنین حضرت میمونہ بنت حارث ہلالیہ رضی اللہ عنہا

ذیقعدہ سن ۷/ ہجری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے شادی کی، آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان سے شادی کرائی، سن ۳۸/ ہجری اور

بعض روایت کے مطابق سن ۴۰ر ہجری کو مقام سرف میں [جو مکہ سے قریب ہے] آپ نے وفات پائی، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نماز جنازہ پڑھائی اور قبر میں اتارا۔

آپ کی وہ بیویاں جو آپ کے پاس رخصت نہیں کی گئیں، ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ وہ دو ہیں (ا) آسماء بنت نعمان کندیہ (۲) عمرہ بنت یزید کلابیہ، ابن اسحاق کے علاوہ اوروں نے ایک تیسری عورت کا بھی ذکر کیا ہے جن کا نام عالیہ بنت ظبیان تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈیاں دو ہیں، ایک ماریہ بنت شمعون قبطیہ جو آپ کے صاحبزادے ابراہیم کی ماں ہیں جنہیں فرمانروائے اسکندریہ و مصر مقوقس نے آپ کو بطور ہدیہ بھیجا تھا، اور دوسری ریحانہ بنت عمروؓ ہے جنہیں آپ نے بنی قریظہ سے منتخب فرما کر لونڈی بنایا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد ذکور واناث حضرت خدیجہ بنت خویلدؓ ہی سے ہیں سوائے ابراہیم کے جو ماریہ قبطیہ سے ہیں۔ آپ کی نرینہ اولاد چار ہیں (ا) قاسم: انہی کے نام پر آپ کی کنیت ابوالقاسم تھی یہ چند دن زندہ رہ کر انتقال

فرما گئے تھے (۲) طاہر (۳) طیب (۴) ابراہیم، امام طبرانی نے آپ کے لڑکوں میں سے عبداللہ کا اضافہ کیا ہے، بعض کا کہنا ہے کہ طاہر و طیب یہ دونوں عبداللہ ہی کا لقب ہے، ابراہیم مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور دو مہینے کم دو سال کی عمر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ۳/ ماہ پہلے اللہ تعالی کو پیارے ہو گئے، نبی ﷺ ان کی وفات کے وقت روئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں:

حضرت زینب رضی اللہ تعالہ عنہا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی صاحبزادی ہیں ابو العاص بن ربیعؓ نے شادی کی، جو ان کے خالہ زاد بھائی تھے، ان سے ایک لڑکی امامہ پیدا ہوئی، سن ۸/ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا: ان سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے شادی کی، ان سے ایک لڑکا عبداللہ پیدا ہوا حضرت عثمان کے ساتھ انہوں نے ملک حبشہ، پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی، سن ۲/ ہجری میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا: ان سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے حضرت رقیہ ؓ کی وفات کے تین سال بعد شادی کی، شعبان سن ۷ ہجری میں وفات پائی۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا: سن ۲/ ہجری میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے شادی کی، بدر کے بعد ان کی رخصتی ہوئی ان سے حضرت حسن، حسین، زینب اور ام کلثوم رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین پیدا ہوئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے سودن بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا، اور بعض نے لکھا ہے کہ رمضان سن ۱۱/ ہجری میں ان کا انتقال ہوا، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بلا اختلاف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں اور صحیح قول کے مطابق صاحبزادے تین تھے۔

آپ کے اسماء، اوصاف، معجزات، خصائص، مکارم اخلاق اور عبادت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے متعدد نام ہیں میں محمد ہوں، میں احمد بھی ہوں اور میں ماحی بھی ہوں اللہ تعالی میرے ذریعہ کفر کو مٹادے گا، اور میں حاشر بھی ہوں قیامت کے دن لوگ میرے قدموں پر جمع کئے جائیں گے اور میں عاقب بھی ہوں میرے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا" (صحیح بخاری ومسلم)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اپنا کئی ایک نام ہم سے بیان فرمایا کرتے تھے میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں مقفی [سب سے پیچھے آنے والا] ہوں، میں حاشر ہوں، میں نبی التوبہ اور نبی الرحمۃ بھی ہوں" (صحیح مسلم)

آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس بات سے تعجب نہیں کرتے کہ کس طرح اللہ تعالی مجھ سے قریش کی گالیاں اور لعنتیں پھیر دیتا ہے؟ وہ مذمم کو گالیاں دیتے ہیں اور مذمم پر لعنت کرتے ہیں اور میں تو محمد ہوں" (صحیح بخاری)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف

آپ صلی اللہ علیہ وسلم درمیانہ قدو قامت تھے نہ زیادہ لمبا اور نہ پست قامت، چمکتا رنگ، انتہائی سفید سرخ مائل، زیادہ بال والے، سرمگیں آنکھیں یعنی آنکھیں انتہائی سیاہ، آپ کے شکم اور سینہ پر کوئی بال نہیں تھا، بلکہ سینے سے ناف تک بالوں کی ایک لمبی لکیر تھی، آپ سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیکر درمیانی تھا دونوں کندھوں کے درمیان ذرا دوری تھی آپ کے بال کان کے لو تک بڑھے ہوئے تھے آپ کا سر مبارک بڑا، ہاتھ اور پاؤں بھاری بھر کم اور مضبوط تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

معجزات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

معجزات: وہ نشانیاں جو اللہ نے اپنے نبی کے ہاتھوں ان کی تصدیق اور اس بات کی دلیل کے طور پر جاری کیں کہ آپ اللہ کے برحق رسول ہیں، ذیل میں آپ کی بعض معجزات کا تذکرہ پیش خدمت ہے:

پہلا معجزہ قرآن شریف: اللہ تعالی نے قرآن کریم کے ذریعہ عرب کے فصحاء و بلغاء کو تحدی و چیلنج کیا چنانچہ وہ سب مل کر قرآن کا مثل پیش نہیں کر سکے۔

دوسرا معجزہ چاند کا ٹکڑے ہو جانا ہے: قریش نے چاند کو دو ٹکڑے ہوتے ہوئے دیکھا۔

تیسرا معجزہ ایک بڑے لشکر یعنی نو سو آدمیوں کا تھوڑی سی کھجور کھانا: چنانچہ نو سو آدمیوں نے ان کھجوروں سے شکم سیر ہو کر کھایا اور کچھ کھجور بچ بھی گیا۔

چوتھا معجزہ: انگلیوں کے درمیان سے پانی کا ابلنا اور پورے لشکر کا اس سے پینا۔

پانچواں معجزہ ایک مٹھی مٹی کا پورے لشکر پر پھینکنا اور مٹی کا سب کی آنکھوں میں پڑنا۔

چھٹا معجزہ منبر بن جانے کے بعد کھجور کے اس تنے کا سسک سسک کر رونا ہے جس کے سہارے آپ خطبہ دیا کرتے تھے لوگوں نے اس سے اونٹ کی سی آواز سنی۔

اسی طرح آپ کے بلانے پر درخت کا چلتے ہوئے آنا اور آپ کے لئے پردہ کرنا ہے۔

ساتواں معجزہ آئندہ پیش آنے والی باتوں سے متعلق آپ کا خبر دینا اور آپ کے بتلانے کے مطابق ان کا پیش آنا، جیسے حضرت عمار بن یاسرؓ کے قتل کی خبر دینا کہ عمار بن یاسرؓ کو باغی جماعت [حق پر نہ ہونے والی جماعت] قتل کرے گی اور یہ کہ حضرت عثمان مبتلائے آزمائش ہوں گے اور ان کے لئے جنت ہے، اور یہ کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے ذریعہ اللہ تعالی مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرادے گا، اور مجاہد آدمی کے بارے میں یہ خبر دینا کہ وہ جہنمی ہے چنانچہ لوگ اس کی تلاش میں لگے اور اسے اس حال میں پایا کہ اس نے خودکشی کرلی۔

آٹھواں معجزہ جنگ بدر کے موقع پر سرداران قریش کے قتل کی خبر دینا ہر ایک کے قتل ہونے کی جگہ کی تحدید کرنا چنانچہ کسی نے بھی آپ کی بتائی ہوئی جگہ سے تجاوز نہ کیا۔

نواں معجزہ یہ کہ لوگ آپ ﷺ کے سامنے کھانے کا تسبیح پڑھتے ہوئے سنتے تھے۔

دسواں معجزہ: خیبر کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دکھتی ہوئی آنکھوں میں تھوکنا، چنانچہ فوراوہ اچھی ہوگئی اور اس کے بعد

کبھی بھی ان کی آنکھ کانہ دکھی۔

گیارہواں معجزہ : ٹوٹی ہوئی پنڈلی کا درست ہونا : ایک یہودی ابو رافع تھا آنخضرت ﷺ کا بدترین دشمن، عہد شکن، آپ کی ہجو کرنے والا، آئے دن فتنے برپا کرتا رہتا تھا، اور بڑی حفاظت سے قلعہ میں رہتا تھا، حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ اس کو قتل کرنے کے لئے رات کو قلعے میں گئے اور اسے قتل کرڈالا، اب قلعہ سے زینہ کے ذریعہ نیچے اترنے لگے کہ زمین پر آگرے اور ان کی پنڈلی ٹوٹ گئی، عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، اور آپ سے سارا ماجرا بیان کیا، آپ نے فرمایا ابسط رجلک اپنا پاؤں پھیلاؤ، میں نے اپنا پاؤں پھیلایا، فمسحها آپ نے پاؤں پر ہاتھ پھیرا، پاؤں اچھا ہو گیا "
(صحیح بخاری)

اس کے علاوہ اور بھی آپ کے بہت سے معجزات ہیں جنہیں جمع کرنے کے لئے تو بڑی بڑی مجلدات کی ضرورت ہے۔

خصائص نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

ان خصائص کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ آپ کی شرف و منزلت اور عظمت شان کی پیش نظر مخصوص فرمایا ہے جن میں سے چند خصائص درج ذیل ہیں :

پہلی خصوصیت: چار سے زیادہ عورتوں سے شادی کرنا آپ کے لئے جائز قرار دیااس لئے کہ آپ ظلم وزیادتی سے پاک تھے۔

دوسری خصوصیت: آپ کا نکاح گواہوں کے بغیر ہے۔

تیسری خصوصیت: آپ کے لئے جائز ہے کہ جو آپ کو گالی دے یا آپ کی ہجو کرے تو اسے قتل کر دیں۔

چوتھی خصوصیت: صوم وصال آپ کے لئے جائز ہے۔

پانچویں خصوصیت: آپ سو جاتے پھر نماز پڑھتے لیکن وضو نہیں کرتے تھے اس لئے کہ آپ اپنی نیند میں بھی محفوظ تھے۔

چھٹی خصوصیت: آپ کی پکار پر لبیک کہنا ضروری ہے اگرچہ پکارا جانے والا مصروف نماز ہو۔

ساتویں خصوصیت: آپ کی عورتیں دوسروں کے لئے حرام ہیں۔

آٹھویں خصوصیت: شیطان پر آپ کی صورت اختیار کرنا حرام ہے۔

نویں خصوصیت: جنگ بدر میں فرشتوں نے آپ کے ساتھ مل کر لڑائی کی ،آپ سے پہلے کسی نبی کے ساتھ مل کر فرشتوں نے لڑائی نہیں لڑی۔

دسویں خصوصیت: اللہ نے آپ کو شفاعت کبریٰ سے نوازا ہے۔

گیارہویں خصوصیت: آپ کا معجزہ قیامت تک کے لئے ہے اور وہ قرآن کریم

ہے، آپ سے پہلے نبیوں کے معجزات ان کے دنیا سے رخصت ہونے کے ساتھ ساتھ ہی ختم ہو گئے۔

بارہویں خصوصیت: ایک مہینہ کی مسافت پر[دشمن موجود ہو پھر بھی ان پر آپ کا رعب طاری رہتا ہے]رعب کے ذریعہ آپ کی مدد کی گئی ہے، مال غنیمت آپ کے لئے حلال کیا گیا، جب کہ آپ سے پہلے کسی اور نبی کے لئے حلال نہیں تھا۔

اخلاق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے "میں مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں" (مسند احمد، علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

اور جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ کے اخلاق کی بابت سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ آپ کے اخلاق تو قرآن ہے" اللہ تعالی نے بھی آپ کو اخلاق حسنہ سے متصف فرمایا ہے، ارشاد الٰہی ہے﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ "بیشک آپ اخلاق کے بلند مرتبہ پر فائز ہیں" (سورۂ قلم آیت نمبر ۴) ایک جگہ اور فرمان الٰہی ہے ﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ﴾ "اللہ تعالی کی رحمت کے باعث آپ ان پر نرم دل ہیں اگر

آپ بد زبان اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے چھٹ جاتے"
(سورۂ آل عمران آیت نمبر ۱۵۹) ایک اور جگہ فرمان باری تعالیٰ ہے ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ "تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گذرتی ہیں جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہش مند رہتے ہیں ایمان والوں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں"
(سورۂ توبہ آیت نمبر ۱۲۸)

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ سخی، بات کے اعتبار سے سب سے زیادہ سچے، طبیعت کے لحاظ سب سے زیادہ نرم اور طریقہ عشرت کے لحاظ سے سب سے زیادہ کریم تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ پاکیزہ، اور سب سے زیادہ متواضع تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم شرم وحیاء میں باپردہ کنواری لڑکی سے کہیں زیادہ بڑھے ہوئے تھے، ہدیہ قبول فرماتے اور اس کا بدلہ بھی دیا کرتے تھے، صدقہ نہ قبول کرتے اور نہ اس کو کھاتے تھے، اپنے لئے غصہ نہ ہوتے البتہ جب اللہ کے محارم کی پردہ دری کی جاتی تو اللہ کے لئے آپ غصہ ہوتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ سامنے پاتے کھالیتے اور جو کھانا سامنے ہوتا اس کو

واپس نہیں کرتے اور جو چیز موجود نہیں ہوتی اُس کے لئے تکلف نہیں برتتے، آپ ٹیک لگا کر اور دستر خوان پر نہیں کھاتے، تین مہینے گذر جاتے اور آپ کے گھر میں آگ نہیں جلتی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فقراء ومساکین کیساتھ بیٹھتے، بیماروں کی عیادت کرتے، جنازوں کے ساتھ چلتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مذاق بھی کرتے تھے لیکن اس میں بھی حق وسچ ہی بولتے ،اور قہقہہ لگائے بغیر ہنستے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل خانہ کا کام کرتے اور فرماتے ”تم میں بہتر وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے بہتر ہو اور میں اپنے اہل کیلئے بہتر ہوں“ (سنن ترمذی، علامہ البانی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے دس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی آپ نے کبھی کسی کام کے بارے میں جسے ہم نے کیا ہو یہ نہیں فرمایا تم نے یہ کام کیوں کیا؟ اور نہ آپ نے کبھی کسی کام کے بارے میں جسے ہم نے نہ کیا ہو یہ فرمایا یہ کام تم نے کیوں نہیں کیا؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

فضائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے پانچ ایسی خصلتیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں ایک مہینہ کی مسافت سے میں رعب کے ذریعہ مدد کیا گیا ہوں، میرے لئے ساری زمین مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی ہے، چنانچہ میری امت میں سے کسی کے لئے جہاں بھی نماز کا وقت آجائے وہ وہیں نماز پڑھ لے، میرے لئے مال غنیمت حلال کیا گیا جب کہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں کیا گیا، مجھے شفاعت کبری عطا کی گئی اور مجھ سے پہلے انبیاء کسی خاص قوم میں مبعوث ہوا کرتے تھے اور مجھے تمام لوگوں کے لئے مبعوث کیا گیا" (صحیح بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قیامت کے دن سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا قیامت کے دن تمام نبیوں میں جس کے امتی سب سے زیادہ ہوں گے وہ میں ہوں گا، اور میں ہی سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا" (صحیح مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن اولاد آدم کا سردار میں ہوں گا اور سب سے پہلے میری قبر پھٹے گی اور

سب سے پہلے شفاعت کرنے والا میں ہوں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہو گی" (صحیح مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں بنی آدم کے بہترین طبقوں میں نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں، ایک صدی کے بعد دوسری صدی گزرتی گئی یہاں تک میں اس صدی میں پیدا ہوا جس میں پیدا ہوا " (صحیح بخاری)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حج و عمرہ

ہجرت مدینہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک ہی حج حجۃ الوداع کیا، البتہ ہجرت سے پہلے آپ نے دو یا اس سے زیادہ حج کئے ہیں البتہ آپ نے چار عمرے کئے ہیں سارے عمرے آپ نے ذیقعدہ کے مہینے میں کئے سوائے اس عمرہ کے جو آپ نے حج کے ساتھ ادا فرمایا، پہلا عمرۂ حدیبیہ ہے جسکی ادائیگی سے مشرکین نے آپ کو روک دیا تھا، دوسرا عمرۂ قضاء ہے، تیسرا عمرۂ جعرانہ ہے، چوتھا عمرہ وہ ہے جسے آپ نے حج کے ساتھ ادا فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت اور معیشت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ نے قراءت اتنی لمبی کی کہ میں نے ایک

بری بات کاارادہ کرلیا، کسی نے پوچھا کہ آپ نے کیاارادہ کیا؟انہوں نے کہاکہ میں نے چاہابیٹھ رہوں اور آپ کو چھوڑدوں" (صحیح بخاری و مسلم)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، آپ نے سورۂ بقرہ شروع کی تو میں نے [دل میں] کہاکہ آپ سو آیتوں پر رکوع کریں گے پھر آپ آگے بڑھ گئے، تو میں نے خیال کیاشاید کہ آپ پہلی رکعت میں پوری سورت پڑھیں گے لیکن آپ آگے بڑھ گئے اور آپ نے سورۂ نساء شروع کردی اور اس کو بھی مکمل پڑھا پھر آپ نے سورۂ آل عمران شروع کردی اور اس کو بھی پڑھ ڈالا، آپ ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے، جب کسی ایسی آیت سے گذرتے جس میں تسبیح ہوتی تھی تو آپ سبحان اللہ کہتے اور جب سوال کی آیت سے گذرتے تو سوال کرتے اور جب تعوذ کی آیت سے گذرتے تو پناہ مانگتے، پھر آپ نے رکوع کیا، آپ کا رکوع بھی قیام کے تقریبا برابر تھا، پھر آپ نے سمع اللہ لمن حمدہ کہا پھر دیر تک رکوع ہی کے برابر کھڑے رہے، پھر آپ نے سجدہ کیا آپ کا سجدہ بھی قیام سے قریب تھا" (صحیح مسلم)

"حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے [رات کو] آپ اتنا لمبا قیام کرتے کہ آپ کے پاؤں میں ورم آجاتا تھا آپ سے جب اس کے بارے میں کہا گیا تو آپ نے فرمایا کیا میں [اللہ کا] شکر گذار بندہ نہ بنوں" (صحیح بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر جس پر آپ رات کو آرام فرمایا کرتے تھے وہ چمڑے کا تھا جس میں کھجور کا چھلکا بھرا ہوا تھا"

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ اللہ کے رسول نے اپنی زندگی میں کبھی [اپنے دستر خوان پر] چپاتی دیکھی ہو، اور نہ ہی آپ نے کبھی مسلم بھنی ہوئی بکری دیکھی ہو" (صحیح بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دن بھر بھوکے رہتے پیٹ بھرنے کے لئے آپ کو ردی کھجور بھی نہ ملتی، دنیا میں سے جو چیز آپ کو نہ ملی اس سے آپ کا کیا بگڑا، آپ تو زندوں اور مردوں کے سردار تھے۔

اللہ کی رحمتیں اور سلام ہوں آپ پر، تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے ہمیں آپ کی امت میں شامل فرمایا، اللہ رب العالمین سے ہماری دعا ہے کہ وہ ہمارا حشر آپ کی جماعت میں فرمائے اور ہمیں آپ کی ہدی اور طریقے کا مخالف نہ بنائے۔ (إنه خير مسئول وهو نعم المولى ونعم النصير)

(ابو عدنان محمد طیب بھواروی)

نمبر شمار	کتاب	مصنف
۱	الانباء بانباء الانبیاء	علامہ قضاعیؒ
۲	جوامع السیرۃ النبویہ	علامہ ابن حزمؒ
۳	الرحیق المختوم	شیخ صفی الرحمٰن مبارکپوری
۴	خلاصۃ سیرۃ سید البشر	محب الدین طبریؒ
۵	سیر الصحابیات	سید سلیمان ندویؒ
۶	صحابیات مبشرات	شیخ محمود احمد غضنفر
۷	زاد المعاد	علامہ ابن قیمؒ
۸	السیرۃ النبویۃ للطلاب	دار وطن
۹	الفصول فی سیرۃ الرسول	علامہ ابن کثیرؒ
۱۰	نور الیقین فی سیرۃ سید المرسلین	شیخ محمد الخضری
۱۱	السیرۃ النبویہ دروس و عبر	دکتور مصطفٰی السباعی

طبعت بمطابع دار طيبة - الرياض السويدي
شارع عبدالملك بن هشام - ت ٤٢٨٣٨١٠

راہ حق کا تقاضہ ہے کہ ہم اپنی وسعت وحیثیت کے مطابق جد وجہد کرتے رہیں، اور جس کے لئے اللہ تعالی آسانی فرمادے اس کے لئے وہاں پہنچنا دشوار نہیں ہے، جب کہ ہماری رہنمائی کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہدایت بھی موجود ہے:

"میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جارہا ہوں، اگر تم انہیں مضبوطی سے پکڑے رہوگے تو کبھی گمراہ نہیں ہوگے، ایک اللہ تعالی کی کتاب اور دوسری میری سنت ہے"

اس لئے آپ اس بات کا خاص اہتمام کریں کہ آپ کی عبادت واطاعت اللہ کی شریعت، اللہ کے رسول کی سنت اور سلف صالحین کے طریقوں کے موافق ہو۔

راہ حق کی حصولیابی کے لئے ہم آپ کی رہنمائی کرنے کو تیار ہیں، اس سلسلہ میں ہمارے وسائل کتابیں، کیسٹ اور مبلغین ہیں۔

ہمارا پتہ ہے:

دفتر تعاون برائے دعوت وارشاد، ورہنمائی غیر ملکی جماعت، ملک فیصل روڈ،

فون نمبر: ۰۶۳۲۳۹۴۹، پوسٹ بکس نمبر: ۱۰۲، پوسٹل کوڈ: ۱۱۹۵۲، مملکت سعودیہ عربیہ

ای میل: abuadnansalafi@yahoo.com

مطبعة دار طيبة ـ الرياض ـ 0114283840

حسابات المكتب البنكية

الراجحي : 999300002280006 البلاد : 138608010063639

الأهلـي : 00606072524994 0 الرياض : 2016350100010 0